رفع یدین
کی
شرعی حیثیت

مصنف

حضرت علامہ مفتی عبد المجید خاں سعیدی رضوی

دامت برکاتہم العالیہ

باہتمام

حضرت علامہ سید مظفر حسین شاہ مدظلہ العالی

قادریہ پبلشرز کراچی

یا اللہ عزوجل ترجمۂ قرآن یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کنزالایمان شریف

- قرآن پاک کا صحیح اور سب سے مقبول ترجمہ۔
- سلیس و رواں ہونے کے ساتھ ساتھ روح قرآن کے قریب تر۔
- یہ ترجمہ لفظی بھی ہے اور بامحاورہ بھی یعنی لفظ و محاورہ کا حسین امتزاج۔
- عوامی لغات اور بازاری بولی سے یکسر پاک۔
- آیات کے سیاق و سباق کے اعتبار سے الفاظ کے موزوں ترین معانی کا انتخاب۔
- قرآن پاک کے اصل منشاء مراد کو بیان کرنے والا۔
- بارگاہ الٰہی کے تقدس اور احترام نبوت کا کما حقہ پاسدار۔
- مسلک اہلسنّت وجماعت اور سلف صالحین کا سچا ترجمان۔
- بے شمار خوبیوں سے مالا مال واحد مہذب ترجمۂ قرآن "کنزالایمان"۔
- ایک عادل کے لئے قرآن پاک کے اردو ترجمہ کنزالایمان کے انتخاب کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں۔
- اپنے ایمان کی حفاظت کیلئے تعصب کی عینک اتار کر کنزالایمان کا ہی مطالعہ کیجئے۔

ترجمے والا قرآن پاک خریدتے وقت کنزالایمان ہی خرید کریں۔

یا اللہ جل جلالہ   الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ   یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سلسلۂ تحقیقات مسئلہ رفع یدین

غیر مقلدین کے اس دعویٰ کا محاسبہ کہ رفع یدین کے بغیر نماز نہیں نیز انکے جملہ دلائل کا رد بلیغ

الموسوم بہ

رفع یدین کی شرعی حیثیت

از قلم

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت

علامہ مفتی عبدالمجید خاں سعیدی رضوی

دامت برکاتہم العالیہ

باہتمام

علامہ سیّد مظفر حسین شاہ قادری

ناشر:

قادریہ پبلشرز کراچی

اس کتاب کے جملہ محاصل مدرسہ قادریہ
کے تحقیقی نشرواشاعت وتبلیغی مصارف کے لئے وقف ہیں

کتاب کا نام: رفع یدین کی شرعی حیثیّت

مصنف : علامہ مفتی عبدالمجید خاں سعیدی رضوی دامت برکاتہم العالیہ

معاونین : محمد حسنین رضا قادری (رحیم یارخان)۔حافظ محمد ناصر قادری (کراچی)

کمپوزنگ: حافظ محمد شعیب اشرفی (مدرسہ قادریہ نیاآباد کراچی)

ہدیہ : 18 (اٹھارہ روپے)

نوٹ: تصحیح کی حتّی الوسع کوشش کی گئی ہے پھر بھی اغلاط کتابت سامنے آئیں تو مطلع فرمائیں۔
شکریہ

☆☆☆مراکز ترسیل☆☆☆

☆............ کاظمی کتب خانہ عقب جامعہ غوث اعظم داتا گنج بخش روڈ رحیم یارخان۔

☆............ ضیاءالدین پبلی کیشنز نزد شہید مسجد کھارادر کراچی۔

☆............ صفہ پبلشرز گلزار حبیب مسجد سولجر بازار کراچی۔

☆............ مکتبہ البصریٰ چھوٹی گٹی حیدرآباد سندھ۔

☆............ مکتبہ اہلسنّت برائٹ کارنر چاندنی چوک کراچی۔

☆............ مکتبہ قادریہ برائٹ کارنر چاندنی چوک کراچی۔

ناشر: **قادریہ پبلشرز**

5/A کارابھائی کریم جی روڈ، نیاآباد کراچی۔فون: 7529937

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

عنوانات	صفحہ نمبر
مسئلہ ہذا کی شرعی حیثیت	۶
اقسام مسائل	۶
مسائل کی قسم اوّل	۶
ضروریات دین	۶
قسم ثانی۔ضروریات عقائد اہل سنت	۶
قسم ثالث۔مختلف فیہا بین اہل السنۃ	۷
قسم ثالث کی متعدد صورتیں	۷
تفصیل میں اختلاف	۷
نوعیت مشروعیت میں اختلاف	۷
مشروعیت مسئلہ میں اختلاف	۷
نسخ وعدم نسخ کا اختلاف	۷
نسخ بعض مسائل متفق علیہ	۷
اختلاف مذکورہ کی وجہ	۸
اختلافی رفع یدین کی شرعی حیثیت	۹
قسم ثالث کے بارے میں شرعی لائحہ عمل	۹
حنفی، شافعی وغیرہ اور حنفی غیر مقلد اختلاف میں فرق	۱۰
غیر مقلدین سے ہمارا اصل اختلاف	۱۱
اختلافی رفع یدین کی فرضیت ووجوب	۱۱
دلیل نمبر۱ (دعوٰی بلادلیل ہیں)	۱۲
دلیل نمبر۲ (فرض، واجب، سنت موکدہ کی تعریف)	۱۲
دلیل نمبر۳ (ترک رفع یدین بھی ثابت ہے)	۱۴
تصریحات غیر مقلدیہ	۱۴
دلیل نمبر۴ (ترک رفع یدین گناہ نہیں)	۱۴
دلیل نمبر۵ (اختلافی رفع یدین کے ترک)	۱۵
امام شافعی کا فتویٰ	۱۵
امام احمد بن حنبل کا فتویٰ	۱۵
امام عطاء کا فتویٰ	۱۶
امام شافعی کا عمل	۱۶
تصریحات غیر مقلدیہ	۱۷
دلیل نمبر۶ (صاف تصریحات کے اختلافی رفع یدین ضروری نہیں	۱۷
اس کے بعض حوالہ جات	۱۸
دلیل نمبر۷ (ہماری اقتداء میں غیر مقلدین کی نماز	۱۹
بعض علماء سے منقول وجوب کا عمل	۱۹
دلیل نمبر۸ (امام غیر مقلدین کی تنبیہ)	۱۹
قول ہذا کے مذکورہ مجمل کے حوالہ جات	۲۰
ایک اور مغالطہ کا ردّ (پچاس صحابہ راوی)	۲۰
ایک اور مغالطہ کا ردّ (چارسو حدیثیں)	۲۱
عبارت سفر سے جواب نمبر۱	۲۲
جواب نمبر۲	۲۲
غیر مقلدین سے مطالبہ	۲۳
خالد گرجاکھی کی ہیرا پھیری کا ردّ	۲۳
آخری کیل	۲۴

(صلّو کمارایتمونی اصلّی) سے وجوب کر استدلال کا ردّ ۲۵

الجواب (جواب نمبر۱) ۲۵

جواب نمبر۲ ۲۵

صیفہ امر سے جواب ۲۷

ایک اور مغالطہ کا ردّ (دعویٰ تواتر) ۲۸

الجواب ۲۹

جواب آخر ۲۹

دعویٰ دوام ومواظبت رفع یدین کے ذریعہ اثبات وجوب کا ردّ ۲۹

صفیہ استمرار سے استدلال کا ردّ ۲۹

جواب ۳۰

ہدایہ وغیرہ کی عبارت سے وجوب پر استدلال کا ردّ ۳۱

جواب ۳۱

غیر مقلدین کے شبہ ہذا کی بنیاد کا قلع قمع ۳۲

بعض ائمہ سے استدلال للمذکور کی توجیہ ۳۴

فماز الت تلک صلاتہ حتیٰ لقی اللہ سے وجوب پر استدلال کا ردّ الجواب ۳۵

الجواب ۳۶

گرجاکھی غیر مقلد کی ہیرا پھیری کا ردّ ۳۸

تارکین رفع یدین کو کنکریاں مارنے کی ہدایت سے وجوب راستدلال کا ردّ ۳۸

(متعدد جوابات) ۴۰

بعض اقوال سے وجوب رفع یدین پر استدلال کا ردّ ۴۱

اختلاف رفع یدین کے وضع کردہ فضائل سے جواب ۴۲

روایت نمبر۱ ۴۳

(متعدد جوابات) ۴۳

تحسین ھیثمی سے جواب ۴۵

روایت نمبر۲ (ذینۃ الصلوٰۃ) ۴۵

الجواب ۴۶

اس طرح کی ایک اور روایت پر تنبیہ ۴۶

مضمون ہذا کی روایت سعید بن حبیب سے جواب ۴۷

تقریظ جلیل

پیکر فصاحت و بلاغت، مخزن علم و حکمیت، فکر رضا کے داعی

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری دامت برکاتہم والعالیہ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

اس فقیر نے حضرت علامہ مفتی عبدالمجید صاحب سعیدی دامت برکاتہم العالیہ کا رسالہ بابت مما نعت رفع یدین کی شرعی حیثیت پڑھا۔ رفع الیدین نہ کرنے کے سلسلے میں مشہور اور معروف اعتراضات جو کہ مذہبی حنفی پر کئے جاتے ہیں علامہ موصوف نے نہایت ہی مدلل و مسکت جوابات دیئے ہیں. میری دانست میں جتنے بھی اس مسئلے پر معروف پہلو تھے۔ انہیں بیان کر دیا گیا رفع الیدین کی شرعی حیثیت کے متعلق سے بھی کافی وافر دلائل اس رسالے میں موجود ہے عام طریقہ پر کتب حدیث رفع الیدین کے متعلق جو حدیثیں آتی ہیں غیر مقلدین ان حدیثوں کو دکھا کر عوام الناس کو غیر مقلد اور اپنا ہمنوا بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان حضرات کے لئے یہ رسالہ ہدایت کا ایک مینار ثابت ہوگا۔ اس رسالے کے پڑھنے کے بعد عوام ان کے فریب سے یقیناً واقف ہو جائیں گے. یہ رسالہ جہاں عوام کیلئے بہت فائدہ مند ہے۔ اس طرح خواص و علماء بھی اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت علامہ مفتی عبدالمجید خاں سعیدی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی سعی کو اپنے دربار میں قبول فرمائے. آمین ثم آمین۔

بجاہ النبی الکریم علیہ و اعلیٰ الہٖ افضل االصلوٰۃ او التسلیم .

فقط والسلام

سیّد شاہ تراب الحق قادری

مسئلہ ہٰذا کی شرعی حیثیت:-

اس سلسلہ میں سب سے پہلے مسئلہ ہٰذا (اختلافی رفع یدین) کی شرعی حیثیت کا ذہن نشین کرلینا ضروری ہے تاکہ اسکے بارے میں غیر مقلدین کے پروپیگنڈہ اور انکے اس واویلا کی اصل وجہ کے معلوم کرنے میں کسی قسم کی دقّت کا سامنا نہ کرنا پڑے "یاقول وبا اللہ التوفیق وبیدہ ازمّۃ التحقیق ومنہ السداد الیہ المرجع والمآب."

اقسام مسائل:-

لیجئے اس کی تفصیل حاضر ہے وھو ھٰذا! ایک اعتبار سے جملہ شرعی مسائل (اعتقادیّہ وعملیّہ، اصولیّہ وفروعیہ) کی تین اقسام ہیں جو حسب ذیل ہیں.

مسائل کی اقسام اوّل، ضروریاتِ دین:-

یعنی ایسے مسائل جو شریعت مطہرہ کے قطعی اور متواتر دلائل سے لزوماً ثابت اور تمام امّت کے متفق علیہ ہوں جن میں سے کسی کا انکار بلکہ اسمیں شک کرنا بھی کفر، ارتداد، خروج عن الاسلام اور منکر یا اسمیں شک کرنے والا، کافر، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہو. جیسے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، رسول اللہ ﷺ کی رسالت آپ ﷺ کا خاتم النبین بمعنی آخر النبین نیز واجب التعظیم ہونا نیز نماز پنجگانہ کی فرضیت کے مسائل (وغیرھا).

قسم ثانی، ضروریات عقائد اہل سنّت:-

یعنی وہ شرعی مسائل کہ دلائل شرعیّہ سے جن کا ثبوت تمام اہل سنّت و جماعت کا مجمع علیہ ہو جسمیں سے کسی کا انکار یا اسمیں شک کرنا ضلالت گمراہی،، بدمذہبی اور خروج عن اہل السنۃ اور منکر یا شک کرنے والا ضال، گمراہ، بدمذہب اور خارج از اہل سنّت ہو. جیسے انبیاء ورسل کرام علیہم السلام کے بعد مطلقاً جملہ خلق سے حضرت سیّدنا صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا افضل نیز موزوں پر مسح کا مسنون اور ثواب وعذاب قبر کا برحق ہونا (وغیرھا).

قسم ثالث، مختلف فیھا بین اھل السنّہ:۔

یعنی شریعت مطہرہ کے وہ اجتہادی مسائل جن کی شرعی حیثیت کے متعلق خود ائمہ اہل سنّت کا اختلاف ہو جسمیں سے کسی کا انکار یا شرک کفر وضلالت تو کجا فسق اور گناہ بھی نہ ہو جبکہ وہ محض بر بناءِ تحقیق ہو اور ائمہ اجتہاد کی اتباع میں اور انکی روش پر ہو اور اسکا باعث کوئی قلبی مرض (بدمذہبی) نہ ہو ورنہ وہ حسب مقام فسق وضلالت بلاکہ کفر کے درجہ پر بھی ہوگا. تفصیل کیلیے ملاخطہ ہو.

(شرح العقائد النفسیہ مع الشرح النبر اس صفحہ؟ تا صفحہ؟ طبع پشاور (وغیرھا)

نوٹ! یہ تفصیل مذکورہ کتابوں سے بتغیر ما بطور خلاصہ لی گئی ہے اکثر امثلہ اسخراج فقیر ہیں فافہم.

قسم ثالث کی متعدد صورتیں:۔

پھر قسم ثالث کے ضمن میں مذکور اجتہادی اور تحقیقی اختلافات کی کئی مختلف صورتیں ہیں جو حسب ذیل ہیں.

تفصیل میں اختلاف:۔

نفس مسئلہ کی مشروعیت پر تو سب کا اتفاق ہو لیکن اس کی نوعیّت مشروعیّت کے بارے میں اختلاف ہو جیسے عمرہ، نماز وتر اور نماز عیدین کے مشروع ہونے پر اتفاق کے بعد انکے واجب یا مسنون ہونے کے بابت ائمہ دین کا اختلاف.

مشروعیت مسئلہ میں اختلاف:۔

کیا خود مسئلہ کے مشروع اور غیر مشروع ہونے کا اختلاف ہو جیسے گھوڑے کی زکوۃ کا مسئلہ کے بعض ائمہ اسکے قائل اور بعض مانع ہیں.

نسخ وعدم نسخ کا اختلاف:۔

یا ان کا کسی امر کی مشروعیّت اور نوعیّت حکم کے بقاء وعدم بقاء (بالفاظ دیگر اور غیر منسوخ ہونے) کا اختلاف۔ جیسے حالت نماز میں ہاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب دینا (وغیرہ).

نسخ بعض مسائل متفق علیہ:۔

جبکہ بعض دینی احکام کا عموماً اور نماز کا بعض مسائل کا خصوصاً منسوخ ہونا ایک ایسا مسلّم امر

اور ایک ایسی نا قابل تر دید حقیقت ہے جس سے کسی ذی عقل سلیم منصف مزاج اہل علم کو قطعاً کوئی انکار یا اختلاف نہیں.

اختلافات مذکورہ کی وجہ:-

واضح رہے کہ فروعی قسم کے مسائل میں ائمہ دین کے اختلافات کی وجہ یہ ہرگز نہیں کہ ان میں سے ہر کوئی معاذ اللہ بعض آیات یا بعض احادیث کا منکر ہے کہ یہ کفر ہے اور وہ اس سے قطعاً بری ہیں بلکہ یہ اختلافات محض اسلیئے رونما ہوئے کہ انکے قرآن وسنّت سے اخذ کردہ دین فہمی کے اصول مختلف تھے نیز خود بہت سی آیات واحادیث ذووجوہ ہیں جن کی رو سے بعض مسائل کے ثبوت وعدم ثبوت نیز انکی نوعیّت کے بارے میں اختلافات کا رونما ہونا ایک لازمی امر تھا نیز بعض کے ادوار وعلاقہ جات بھی ایک دوسرے سے بُعد پر تھے اسلیئے باہمی اتّفاق کا اتفاق نہ ہو پایا. پھر یہ سب کچھ شرعی گنجائش کے تحت ہوا یعنی شریعت مطہرہ نے اس قسم کے مسائل میں اجتہاد واستنباط کا ملکہ رکھنے والے اہل علم حضرات کو اجازت دی ہے جسکی ایک واضح دلیل صحیح بخاری (جلد ۱ صفحہ ۱۲۹ جلد ۲ صفحہ ۵۹۱ طبع کراچی) اور صحیح مسلم (جلد ۲ صفحہ ۹۶ طبع کراچی) کی وہ صحیح حدیث بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کا ایک لشکر یہود وبنی قریظہ سے جہاد کرنے کی غرض سے بھیجا اور ساتھ ہی یہ تلقین بھی فرمادی کہ ''لایصلین احد العصر الا فی بنی قریظہ'' یعنی تم میں سے کوئی بھی نماز عصر بنوقریظہ کے علاقے کے علاوہ بالکل کہیں نہ پڑھے. اب ہوا یہ کہ یہ حضرات ابھی راستہ ہی میں تھے کہ نماز عصر کا وقت ہوگیا پس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کا مذکورہ بالا ارشاد کا اپنی اپنی بساط اور قوت اجتہادی کے مطابق مفہوم متعین کرنے کے حوالے سے اسمیں غور وخوض کیا بعض کی رائے یہ ہوئی کہ اس سے آپ کی مراد یہ ہے کہ اتنا تیزی سے جاؤ کہ نماز عصر کا وقت تمھیں ادھر ہی ہو آپ کا یہ مطلب نہیں کہ راستے میں اگر ٹائم ہوجائے تو پھر بھی نماز نہ پڑھنا. آپ عملاً نماز خصوصاً نماز عصر کے ترک کی اجازت کیونکر دے سکتے ہیں جبکہ بعض دیگر نے اس سے یہ سمجھا کہ آپ ﷺ کو معلوم تھا کہ وہاں پہنچنے میں تاخیر بھی ہوسکتی ہے اسلیئے آج کے دن ہمیں اس نماز کے متعلق خصوصیت کے

ساتھ یہ حکم دیا گیا ہے. چنانچہ ہر ایک اپنی اپنی تحقیق پر عمل پیرا ہوا بعض نے نماز راستہ میں پڑھی اور بعض نے بنو قریظہ جا کر ادا فرمائی. جب یہ حضرات واپس ہوئے تو یہ سارا ماجرہ بارگاہ رسالت ﷺ میں پیش کیا گیا "فلم یعنف واحداً منهم" تو آپ ﷺ نے ان میں سے کسی کو بھی غلط قرار نہ دیا بلکہ دونوں گروہوں کے اجتہادات کی توثیق فرماتے ہوئے ان کی ان نمازوں کے صحیح اور درست ہونے پر مہر تصدیق ثبت فرمائی.

خلاصہ یہ کہ ائمہ اسلام کے یہ فروعی اختلافات محض اس شرعی گنجائش کے تحت ہیں جو خود حضور سرور عالم ﷺ نے مرحمت فرمائی. پس یہ انکے محض اجتہادی اور تحقیقی قسم کے اختلافات ہیں یہ انکی آپس کی مخالفت ہرگز نہیں نیز اس سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ اس جیسے مسائل میں اختلافات کی صورت میں حق دائر ہوتا ہے لہٰذا اس سے اس مشہور سوال کا جواب بھی آ گیا کہ ایک ہی مسئلہ میں مختلف آراء ہونے کی صورت میں بیک وقت چاروں آئمہ (امام اعظم، امام مالک، امام شافعی، امام احمد) رحمہم اللہ اجمعین کیونکر حق ہو سکتے ہیں۔ (فافهم واحفظه فانه ينفعك كثيراً)

اختلافی رفع یدین کی حیثیت:۔

آمدم برسر مطلب! مسئلہ ہٰذا (اختلافی رفع یدین) نہ تو ضروریات عقائد اہل سنّت سے ہے کہ حسبِ تفصیل بالا اسمیں اختلاف کرنے والے کو کافر مرتد یا گمراہ کہا جا سکے بلکہ اس کا تعلق مذکورہ بالا سہ اقسام میں سے قسم ثالث کی شکل رابع کے ساتھ ہے یعنی یہ سلف صالحین اور آئمہ اہل سنّت کے مابین ایسا مختلف فیہا ہے کہ اسکے بقاء وعدم بقاء اور منسوخ یا غیر منسوخ ہونے کے متعلق انکا شروع سے اختلاف چلا آ رہا ہے چنانچہ بعض اسکے سنّت باقیہ اور بعض دیگر اسکے سنّت منسوخہ کے قائل ہیں ائمہ احناف قائلین نسخ میں سے ہیں.

قسم ثالث کے بارے میں شرعی لائحہ عمل:۔

اس قسم کے مسائل میں شرعی لائحہ عمل یہ ہے کہ مجتہد اپنے اجتہاد کا پابند ہے دوسرے مجتہد کے اجتہاد کا پابند نہیں اور غیر مجتہد اپنے بناء پر کسی نہ کسی امام مجتہد کی پیروی میں ان پر عمل پیرا ہو کیونکہ جب غیر مجتہد میں ان مسائل کے حل کرنے کا کوئی داعی ذریعہ (اہلیّت) ہی نہیں تو وہ انکے

بارے میں فیصلہ کیونکر صادر کر سکتا ہے پھران پر عمل کرنا تو بعد کا مرحلہ ہے اور یہ ایسا امر ہے کہ جس پر چاروں ائمہ متفق ہیں جبکہ چار کی تخصیص دیگر مجتہدین کی نفی کیلئے نہیں بلکہ یہ محض اسلیئے ہے کہ شریعت مطہرہ کے جملہ مسائل اصولاً فروعاً صرف انہی حضرات کے مدوّن اور محفوظ ہیں ورنہ ائمہ مجتہدین تو ہزاروں گزرے ہیں جن کے مذاہب مٹ گئے یا اکادکا مسائل کے بارے میں پائے جاتے ہیں تالیف سے بچ کر مکمل پیروی کیلئے قطعاً ناکافی ہیں اگر ان چاروں کے علاوہ کسی اور امام مجتہد کے اجتہادات انکی طرح محفوظ ہوتے تو اسے بھی یقیناً انکی لسٹ میں شمار کیا جاتا بہر حال جو غیر مجتہد صحیح العقیدہ سنّی مسلمان خصوصاً پیش نظر مسئلہ میں قائلین رفع الیدین (مبحث فیہ) ائمہ مجتہدین میں سے کسی کی پیروی میں اس پر عمل پیرا ہوتا ہے تو اگر کوئی اور شرعی خرابی نہ ہو تو اسکی نماز ہمارے نزدیک قطعاً درست نہیں بلکہ صحیح العقیدہ سنّی شافعی یا سنّی حنبلی کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع بن جائے تو ہمارے نزدیک اسکے اقتداء میں نماز پڑھنا بھی قطعاً درست ہے جبکہ تالیف سے بچنے کیلئے بعض وہ مسائل جن میں طہارت وعدم طہارت کا اختلاف ہو تو اپنے دوسری فقہ والے سنّی بھائی کی رعایت بھی کرلی جائے (فافہم دفع دخل مقدر)

اسی طرح قائلین رفع الیدین اہل سنّت شوافع وحنابلہ کا تارکین رفع الیدین (احناف وغیرھم) کی بابت بھی بعینہ یہی نظریہ ہے۔

حنفی شافعی وغیرہ اور حنفی وغیر مقلد اختلاف میں فرق:۔

اس سے حنفی شافعی نیز حنفی حنبلی اور حنفی وغیر مقلد اختلاف کا فرق بھی واضح ہوگیا کہ غیر مقلدین مذکورہ بالا تفصیل کے بالکل برعکس ہیں یعنی اوّلاً وہ ملکہ استنباط اور اہلیّت اجتہاد کے مفقود ہونے کے باوجود اجتہاد کا اقدام کر کے ضلّو او اضلّو ا کا مصداق ہیں۔

ثانیاً:۔ نیز وہ غیر مجتہد ہونیکے باوجود اپنے عوام سے اپنی تقلید کراتے ہیں جسکی ایک دلیل یہ ہے کہ انکے عوام اپنی ضرورت کے تمام مسائل اپنے انہی بناوٹی مجتہدوں سے پوچھ کر ان پر عمل پیرا ہوتے ہیں ہم سے وہ کبھی پوچھ کر عمل نہیں کرتے حالانکہ یہ مجتہد کی شان ہے۔

ثالثاً:- وہ قائلین ترک رفع الیدین احناف بلکہ صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم کی نمازوں کو محض رفع الیدین نہ کرنے کی بناء پر باطل اور بے کار قرار دیتے ہیں جو دلائل شرعیہ اور طریق سلف صالحین کے قطعاً خلاف اور انکا ایک اور جرم عظیم ہے.

غیر مقلدین سے ہمارا اصل اختلاف نیز مسئلہ ہذا کو اچھالنے سے انکی منشاء:-

غیر مقلدین عقائد ونظریات کے اعتبار سے خالص النسل نجدی وہابی ہیں ان سے ہمارا اصل اختلاف بھی انکے وہابیانہ گستاخانہ عقائد وباطل نظریات کے بارے میں ہے جسمیں اللہ تعالیٰ اور اسکے عباد ومحبوبین ومقربین خصوصاً حضور امام المقربین وسیّد المحبوبین علیہ وسلم ﷺ کی شان میں بے ادبیاں پائی جاتی ہیں مثلاً ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ظلم کرسکتا ہے اور جھوٹ بول سکتا ہے نیز انکا عقیدہ یہ بھی ہے کہ نماز میں رسول اللہ ﷺ کی جانب متوجہ ہونا شرک اور ایسا نمازی مشرک نیز نعوذ باللہ آپ کا یہ تصور (نقل کفر کفر نباشد) بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ بُرا ہے (والعیاذ باللہ تعالیٰ) مکمل باحوالہ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو فقیر کا رسالہ ''آئینہ غیر مقلّدیت'' جو رسالہ ہذا کے آخر میں شامل کیا گیا ہے.

اگر رفع یدین جیسے فروعی مسائل ہمارے ان سے اختلاف کی بنیاد ہوتے تو ہم اس حوالے سے اہل سنّت شوافع وحنابلہ کو بھی بُرا بھلا کہتے (ولکن اذلیس فلیس) پس آئے دن ان لوگوں کو رفع یدین جیسے فروعی مسئلہ کو چھیڑتے رہنا محض اپنے ان باطل وگستاخانہ عقائد سے عوام کی توجہ کے ہٹائے رکھنے کی خطرناک سازش کے تحت ہے پھر وہ قرآن سنّت کا جھانسہ دیکر اور اسکا زرنقب لبادہ اوڑھ کر بھولے بھالے سنّی عوام میں اپنی چھپی وہابیت کو بآسانی بھیج سکیں اور اسطرح سے بغیر کسی الجھن کے انکا الّو سیدھا ہو جائے (فتدبرو وتفکروا یااولی الالباب)

اختلافی رفع یدین کی فرضیت ووجوب نیز اسکے سنّت مؤکّدہ ہونے کے نظریات درست نہیں

یہاں اس امر کا وضاحت کردینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اختلافی رفع یدین کے متعلق زمانہ حال یا ماضی قریب کے بعض غیر مقلدین کا یہ نظریہ قطعاً غلط ہے کہ وہ فرض ہے

جسکے چھوڑنے سے نماز فاسد یا باطل ہو جاتی ہے (جیسا کہ غیر مقلدین کی نئی برانچ مسماۃ جماعۃ المسلمین ، کے رسالہ "رفع یدین فرض ہے" سے ظاہر ہے نیز غیر مقلد مولوی نور گھر جاکھی کی کتاب قرۃ العینین (صفحہ ۷۱، ۷۲) میں بھی اس کی مانند موجود ہے) یا وہ واجب ہے جسکے ترک سے نماز میں نقص لازم آتا ہے (جیسا کہ غیر مقلدین مولوی خالد گھر جاکھی نے اپنی کتاب جزء رفع الیدین للبخاری کے اپنے اردو ترجمہ میں نیز اسکے والد نور گھر جاکھی نے قرۃ العینین میں نیز غیر مقلد مولوی عبداللہ روپڑی نے فتاوی اہل حدیث (جلد ا صفحہ ۴۶۳) میں اور مولوی طالب غیر مقلد نے اپنی کتاب التحقیق (صفحہ ۸۸، ۹۸) میں لکھا ہے) یا وہ سنّت مؤکدہ ہے (جیسا کہ مولوی نور گھر جاکھی نے قرۃ العینین صفحہ ۷۱، ۷۲ میں اسکے بیٹے خالد گھر جاکھی نے جز رفع الیدین صفحہ ۱۴ نیز جزء رفع الیدین للبخاری کے اردو ترجمہ میں نیز مولوی طالب غیر مقلد نے التحقیق صفحہ ۸۸ میں رقم کیا ہے)

ہمارے اس موقف کے بعض دلائل حسب ذیل ہیں :-

دلیل 1 (دعاوی بلا دلیل ہیں) :-

مسئلہ ہٰذا کے بارے میں ان نظریات کے باطل ، بے بنیاد اور غلط ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اتنے بڑے بلند بانگ دعاوی تو کر دئے گئے ہیں مگر ان کا کوئی ایک بھی معتبر فی الباب صحیح شرعی اور معیاری ثبوت پیش نہیں کیا جا سکا اور نہ ہی وہ پیش کیا جا سکتا ہے . بے شک طبع آزمائی کر کے دیکھ لیں . ہمیں گوی وہمیں میدان - دیدہ باید

دلیل 2 (فرض ، واجب اور سنّت مؤکدہ کی تعریفیں اس پر صادق نہیں آتیں) :-

علاوہ ازیں اس پر فرض اور واجب کی تعریفیں اصلاً صادق نہیں آتیں کیونکہ فرض اس حکم شرعی کا نام ہے جو دلیل قطعی سے لزوماً ثابت ہو . اور واجب اس حکم شرعی کو کہا جاتا ہے جو قطعی الدلالۃ ، ظنّی الثبوت یا ظنّی الدلالۃ ، قطعی الثبوت دلیل سے لزوماً ثابت ہو (کما ھو مصرّح فی الاصول) جبکہ مسئلہ ہذا پر غیر مقلدین کے جتنے دلائل ہیں ان میں سے کوئی

ایک بھی دلیل ایسی نہیں جوانکے دعویٰ کے مطابق ہو کر قطعی ہواسی طرح ایسی بھی کوئی دلیل نہیں جواس (اختلافی رفع یدین) کے لازم ہونے کی دلیل ہوجسمیں یہ وضاحت ہو کہ اسکے بغیر نماز باطل وفاسد یا ناقص ہوتی ہے (ومن ادعیٰ فعلیه البیان بابرهان)

اسی طرح سنّت مؤکدہ کی تعریف بھی اس پر صادق نہین آتی کیونکہ اسکے ضمن میں پائی جانے والی جو تاکید ملحوظ ہے وہ ہرگز ثابت نہیں (جواسکا مدعی ہواس کی دلیل اسی کے ذمہ ہے) اسکی ایک واضح دلیل یہ بھی ہے کہ پورے ذخیرہ احادیث میں کوئی ایک بھی ایسی صحیح حدیث نہیں جسمیں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ہو کہ یہ رفع یدین کیا کرواور اس پر فریقین متفق ہیں چنانچہ امام غیر مقلدیہ نواب صدیق حسن بھوپالی نے الروضۃ الندیہ (جلد۱صفحہ ۹۵) میں شاہ رفیع الدین صاحب کے حوالے سے استناداً لکھا ہے''.مع اتفاقهم لم يصح فيه امر باستحباب ولا بيان فضيلة''یعنی تمام علماء کااس پراتفاق ہے کہ اختلافی رفع یدین کے بارے میں کوئی ایک بھی ایسی حدیث صحیح ثابت نہیں جس میں اسے مستحب کہا گیایااسکی کوئی فضیلت بیان کی گئی ہو.اھ والفضل ما شهدت به الاعداء.

پھر بھی کوئی شخص اس سے اتفاق نہ کرے تواس سے ایسی ہزاراحادیث کے پیش کرنے کا ہمارامطالبہ نہیں بلکہ اسے نوسونناوے معاف ہیں وہ اپنے اس دعویٰ کوصرف ایک ہی مطلوبہ معیار کی کسی احادیث سے ثابت کرکے کھائے لیکن ہم بڑے وثوق سے عرض کئے دیتے ہیں کہ وہ مرتو سکتے ہیں پر قیامت تک ایسی کوئی بھی دلیل نہیں لاسکتے بے شک زورآزمائی کرکے دیکھ لیں کہ ابھی کچھ دن باقی ہیں۔الغرض کسی بھی قولی حدیث سے اسکی تاکید ثابت نہیں.رہافعلی حدیث سے اسکی تاکید کا ثابت ہونیکا معاملہ تو یہ بھی محض نظر ہے کیونکہ اس حوالہ سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کسی ایک صحابی سے صریحاً صحیح ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے اسے تسلسل کے ساتھ اکثر کیا (جو مدعی ہووہ اسکی دلیل پیش کرے بلکہ اسکے برخلاف ثابت ہے کماسیائی)

علاوہ ازیں اسکے سنّت مؤکدہ ہونیکا دعویٰ خودان (غیر مقلدین حال) کے اپنے اس دعویٰ کے خلاف ہے کہ آپ ﷺ سے بغیر رفع یدین کے کوئی بھی ایک نماز صحیح ثابت نہیں جبکہ سنّت مؤکدہ ہوتی ہی وہی ہے جسے آپ ﷺ نے کبھی کبھی لازماً ترک فرمایا ہواگرآپ ایسا نہ کریں تووہ سنّت مؤکدہ سے بڑھ کرکم ازکم واجب ہوجائے گا۔

دلیل 3 (ترک رفع یدین بھی ثابت ہے)

علاوہ ازیں اختلافی رفع یدین کا ترک بھی دیگر دلائل کے علاوہ خود بڑے بڑے علماء، غیر مقلدین سے بھی ثابت ہے جس سے اسے فرض وواجب کہنا تو بالکل غلط ہو گیا کیونکہ جسکا ترک ثابت ہو وہ فرض وواجب نہیں ہوتا۔

اور پھر جو ترک ثابت ہے اور بالتسلسل عموماً فعل ثابت نہیں تو سنّت مؤکدہ کہنا بھی درست نہ رہا یا کم ازکم اکثر ترک اور اکثر فعل دونوں کا احتمال پیدا ہو گیا اور مسلّمہ قاعدہ ہے کہ ''اذا جاء الاحتمال بطل الا ستدلال'' اسکی زیادہ تفصیل اگلے صفحات میں آرہی ہے سردست بعض علماءِ غیر مقلدین کی بعض نقول پر اکتفاء کیا جاتا ہے تاکہ عنوان تشنۂ تکمیل نہ رہے۔

تصریحات غیر مقلّدیہ:-

چنانچہ امام غیر مقلدیہ مولوی صدیق حسن بھوپالی نے اپنی مسلم کتاب حجۃ اللہ البالغہ کے حوالے سے الروضۃ الندیہ (جزء اول صفحہ ۹۵، ۹۶ طبع فاروقی لاہور) میں لکھا ہے ''وھو من الھیئات التی فعلھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرۃ وترکھا اخری والکل سنۃ النح'' یعنی اختلافی رفع یدین نماز کی ان ھیئات سے ہے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کیا اور کبھی نہ کیا اور کرنا نہ کرنا دونوں سنّت ہیں۔

اسی طرح مولوی اسمٰعیل دہلوی کی کتاب تنویر العینین صفحہ ۱۸ میں نیز مولوی طالب غیر مقلد کی کتاب التحقیق صفحہ ۲۲ میں بحوالہ شاہ ولی اللہ صاحب نیز فتاویٰ نذیر ج 1 صفحہ ۴۴۱ اور عرف الجادی صفحہ ۲۶ میں بھی ہے۔

دلیل 4 (ترک رفع الدین گناہ نہیں):-

اسکے فرض وواجب یا سنّت مؤکدہ نہ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ سلفاً خلفاً آئمہ دین بلکہ خود غیر مقلدین کی تصریحات کی رو سے اسکا عملاً ترک کر دینا اگرچہ پوری زندگی بھی اسے نہ کیا جائے کوئی گناہ تو کجا موجب ملامت بھی نہیں جبکہ کسی فرض کا ایک بار چھوڑنا گناہ کبیرہ اور واجب کا ایک بار چھوڑنا گناہ صغیرہ پھر اسے بار بار چھوڑنا گناہ کبیرہ ہوتا ہے اور سنّت مؤکدہ کا بالعادۃ چھوڑنا موجب ملامت اور روز محشر لائق باز پرس اور اساءت ہے جو تنزیہی سے زائد اور تحریمی

سے کم ہے۔ اتمام حجت کی غرض سے بعض ائمہ غیر مقلدین کی تصریحات پیش خدمت ہیں۔

تصریحات غیر مقلدیہ:-

چنانچہ برصغیر میں غیر مقلد کے امام اول مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اس موضوع پر لکھی گئی اپنی کتاب تنویر العینین میں پھر اسکے حوالے سے انکے امام ثانی مولوی صدیق حسن خاں بھوپالی نے الروضۃ الندیہ (ج ا صفحہ ۹۵، ۹۶ طبع فاروقی لاہور) میں لکھا ہے

"ولا یلام قارکه وان ترکه مدة عمرہ"

یعنی اگر کوئی شخص پوری زندگی میں اپنی کسی نماز میں کبھی بھی یہ (اختلافی) رفع یدین نہ کرے تو اس پر کچھ بھی ملامت نہیں۔

اسی طرح غیر مقلد مولوی نور الحسن بھوپالی نے عرف الجادی (صفحہ ۲۶ طبع بھوپال) میں اور مولوی مرزا حیرت دہلوی غیر مقلد نے اپنی کتاب حیات طیبہ (صفحہ ۳۵۷ طبع لاہور) میں بھی لکھا ہے۔

دلیل 5 (اختلافی رفع یدین کے ترک سے نماز میں کوئی فرق نہیں آتا)

نیز اسکے فرض و واجب نیز سنّت مؤکدہ نہ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ خود اسکے قائل آئمہ مجتہدین بلکہ خود پیشوایان غیر مقلدین کی تصریحات کے مطابق اسکے ترک سے نماز میں کوئی خلل پیدا نہیں ہوتا نہ ہی اسکے سہواً چھوٹ جانے سے سجدہ سہو لازم آتا ہے اور عملاً چھوڑے تو اسکا اعادہ بھی ضروری نہیں۔ بعض نقول حسب ذیل ہیں۔

امام شافعی کا فتویٰ:-

سطور بالا میں مذکور بعینہ یہی تفصیل فتویٰ کی صورت میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تالیف منیف کتاب الام جلد ا صفحہ ۸۹، ۹۰، ۹۱ طبع مصر میں موجود ہے۔

امام احمد بن حنبل کا فتویٰ:-

بدائع الفوائد (ج ۳ صفحہ ۹۰ طبع مصر) میں ہے امام ابوداؤد نے فرمایا "قلت لاحمد افتتح الصلوٰة ولم یرفع یدیه ایعید قال لاحجة ان انبی ﷺ لم یعلمه للا عرابی" میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کسی شخص نے رفع یدین کئے بغیر نماز شروع

کردی ہوتو اس پر نماز کا اعادہ لازم ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں اور فرمایا کہ اسکی دلیل حدیث مسیٔ ہے جسمیں نبی کریم ﷺ کے اس اعرابی کو اسکی تلقین نہ فرمانے کا ذکر ہے۔اھ نوٹ اس وجہ سے استدلال یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ والی رفع یدین پوری امت کی متفق علیہ ہے پس جب اسکے ترک سے نماز میں فرق نہیں آتا تو اختلافی رفع یدین کے ترک سے کیونکر فرق آئے گا۔

امام عطاء کا فتویٰ:۔

امام بخاری اور امام مسلم کے استاد الاساتذہ امام عبد الرزاق رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب مصنّف (جلد۲ صفحہ ۷۱،۲۷) میں ارقام فرمایا ہے "عن ابی جریح قال قلت لعطاء ارأیت ان نسیت ان اکبر بیدی فی بعض ذلک اعود للصلوٰۃ ؟قال: لا"!یعنی ابن جریح فرماتے ہیں میں نے امام الآئمہ عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا اگر میں نماز میں کہیں پر بھولے سے رفع یدین کرنا چھوڑ دوں تو کیا مجھ پر اس نماز کا اعادہ ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔

امام شافعی کا عمل:۔

الخیرات الحسان وغیرہ میں ہے کہ حضرت امام شافعی ایک بار امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُر انوار پر حاضر ہوئے آپنے حضرت کے مزار کے قریب میں نماز ادا فرمائی اور اسمیں اختلافی رفع یدین جان بوجھ کر نہ کی۔ پوچھنے پر فرمایا "استحیاء من صاحب ھذا القبر"یعنی میں نے ترک رفع یدین امام اعظم کے حضور ادب کے حوالے سے کیا ہے۔

اس واقعہ کی توثیق کرتے ہوئے امام غیر مقلدیہ نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کے حوالے سے لکھا ہے:۔"وما یذکر عن الشافعی من عدم الرفع عند قبرہ مشعر بعدم التاکید"یعنی امام اعظم کے مزار کے قریب نماز میں امام شافعی رحمۃ اللہ کا اختلافی رفع یدین کو چھوڑ دینا اسکے غیر مؤکدہ ہونے کی دلیل ہے۔

نوٹ:۔واقعہ ہٰذا سے جہاں مانحن فیہ کی وضاحت ہوتی ہے وہاں اس سے اس مسئلہ پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ مزارات اہل اللہ کو محفوظ رکھنا،ان پر حاضری دینا،تبرکًا انکے قُرب میں نماز پڑھنا اور انہیں مزارات میں زندہ سمجھ کر انکے سماع ورؤیت کا قائل ہو کر انکے خلاف مزاج کام

سے احتیاط کر کے ان کے ادب واحترام کا سلف صالحین اور آئمہ مجتہدین کا مذہب ہے۔ وہابیہ زمانہ اس سب کو گور پرستی اور ان امور کے قائلین کو "قبوریّین" یعنی قبر پرست کی گالی سے یاد کرتے ہیں پس وہ گور پرستی جو شروع سے چلی آ رہی ہے ہمیں اور وہ توحید جسکا قرون اولیٰ میں کوئی نشان پتہ نہیں ملتا انہیں مبارک ہو (ناراضگی معاف)۔

تصریحات غیر مقلدیہ:-

دلیل نمبر ۵ کے ضمن میں غیر مقلدین کے منقولہ حوالاجات اس امر کی بھی دلیل اور عنوان ہٰذا کی تکمیل ہیں کہ رفع یدین کے ترک سے نماز میں کوئی فرق نہ آنا بھی پیشوایان غیر مقلدین کے ہاں مسلّم امر ہے آئندہ دلیل کے تحت درج حوالاجات بھی اسکے مؤیّد ہیں تو پڑھئے

دلیل 6 (صاف تصریحات کہ اختلافی رفع یدین ضروری نہیں)

علاوہ ازیں اس امر کی ایک دلیل آئمہ اسلام، مسلّم علماء اور خود اکابر غیر مقلدیہ کی وہ تصریحات بھی ہیں جن میں اختلافی رفع یدین کو نہایت غیر مبہم انداز میں غیر واجب اور وہ محض مستحب کہا گیا ہے۔ بعض حوالہ جات حسب ذیل ہیں:-

اسکے بعض حوالہ جات:- امام نووی شافعی نے شرح مسلم (ج ا صفحہ ۱۶۸ طبع کراچی) میں لکھا ہے:-"واجمعوا علیٰ انه لایجب شیئی من الرفع" یعنی امت مسلمہ کے جملہ علماء وائمہ اسلام کا اس بات پر اجماع ہے کہ کسی نماز کی کوئی رفع یدین بھی واجب نہیں۔ شیخ غیر مقلد قاضی شوکانی نے نیل الاوطار (ج ۲ صفحہ ۱۸۳ طبع مصر) میں امام نووی کے اس قول پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ مسئلہ ہٰذا پر اس اجماع کے نقل کرنے میں متفرد نہیں بلکہ ابن حزم وغیرہ نے بھی اس کا مجمع علیہ ہونا لکھا ہے۔

نیز مولوی اسمٰعیل دہلوی نے تنویر العینین صفحہ ۵ میں پھر اسکے حوالہ سے مولوی صدیق حسن بھوپالی نے الروضۃ الندیہ (ج ا صفحہ ۹۵ طبع لاہور) میں لکھا ہے:-"ان رفع الیدین عند الافتتاح والرکوع والقیام منه والقیام الی الثالثه سنّة غیر مؤکده" یعنی تکبیر تحریمہ، رکوع میں جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت نیز دوسری رکعت سے تیسری کی طرف

کھڑے ہونے کے وقت کی رفع یدین سنّت غیر مؤکدہ ہے۔

نیز نیل الاوطار شوکانی (ج ۲ صفحہ ۲۹۸) عرف الجادی النور الحسن (صفحہ ۲۷) اور الروضۃ الندیہ الصدیق حسن بھوپالی (ج ا صفحہ ۹۲، ۹۳ طبع لاہور) میں ہے:-

"ان مرجع واجبات الصلوٰۃ کلھا ھو حدیث المسئی فما ذکر علیہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہ کان واجبا وما لم یذکرہ فلیس بواجب"۔ یعنی (ہمارے نزدیک) نماز کے واجبات کا ماٴ خذ حدیث مسئ ہے (جسمیں مذکور ہے کہ ایک اعرابی نے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نماز پڑھی تو آپنے اسے کئی بار صل "فانك لم تصلّ" کی تلقین فرمائی اور اسکا طریقہ تعلیم فرمایا) پس اسمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس جس امر کا مذکور ہونا مروی ہے وہ واجب ہے اور جسکا مذکور ہونا ثابت نہیں وہ واجب نہیں۔

نوٹ:- وجہ استدلال یہ ہے کہ حدیث مسئ میں رفع یدین کا تلقین فرمانا مذکور اور ثابت نہیں پس یہ بھی آئمہ غیر مقلدیہ کی تصریح ہوئی کہ خصوصاً اختلافی رفع یدین واجب نہیں (وھو المقصود والحمد للہ المعبود).

علاوہ ازیں شوکانی نے نیل الاوطار (ج ۲ صفحہ ۱۹۹، ۲۰۱، ۲۹۸) میں نواب صدیق حسن خاں نے السراج الوہاج (ج ا صفحہ ۱۸۴) میں ابن حزم۔ غیر مقلد نے المحلی (جلد ۳ صفحہ ۲۳۵) (جلد ۴ صفحہ ۸۸) میں اور مناظر اہل حدیث مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنے رسالہ اہلحدیث کا مذہب (صفحہ ۱۸۸ طبع لاہور) میں نہایت درجہ صاف لفظوں میں اختلافی رفعیدین کو مستحب لکھا ہے جس سے اسکے نہ صرف فرض وواجب اور سنّت مؤکدہ بلکہ سنّت غیر مؤکدہ کے نظریہ کا بطلان بھی ثابت ہوتا ہے (اللھم الا ان یراد بالمستحب السنّۃ المستحبۃ وھی غیر المؤکدۃ ولکنہ محتمل ولا دلیل ھٰھنا علیٰ تقویۃ احد الاحتمال لین واذا اجاء الا حتمال بطل الاستدلال) علاوہ ازیں غیر مقلدین کے مسلّم پیشوا ابن تیمیہ نے اختلافی رفع یدین کے ترک وعمل کو افضل وغیر افضل پر معمول کیا ہے یہ بھی ما نحن فیہ کی دلیل ہے۔ ملاحظہ ہو

(فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲ صفحہ ۳۷۶)

دلیل 7 (ہماری اقتداء میں غیر مقلدین کی نماز)

علاوہ ازیں غیر مقلدین ہماری اقتداء میں نمازیں پڑھتے رہتے ہیں اگر انکا یہ نظریہ درست ہے تو ہم نے انکے طور پر فرض واجب کو ترک کر دیا پس ہماری نماز نہ ہوئی تو ہمارے پیچھے انکی نماز کیونکر ہوئی. یا وہ ہمارے پیچھے صرف منافقانہ طرز عمل سے جماعت میں شریک ہوتے ہیں؟ کچھ تو بولیں.

دلیل 8 (امام غیر مقلدین کی تنبیہ)

غیر مقلدین کے امام مولوی نذیر حسین دہلوی نے فتاویٰ نذیریہ (ج ا صفحہ ۴۴) میں اثبات رفع یدین کے مسئلے پر جھگڑا کرنے والے اپنے غیر مقلدیوں ساتھیوں کو متعصب جاہل قرار دیا ہے. اس سے بھی فرضیت وواجب رفع یدین کے نظریہ کی تغلیط ثابت ہوتی ہے ورنہ یہ بحث تعصب اور جہالت کی بجائے فرض وواجب ہوتے کیونکہ فرض وواجب شرعی کی اشاعت بھی فرض وواجب ہی ہے.

بعض علماء سے جو قول وجوب منقول ہے اسکا صحیح محمل:-

بعض غیر مقلدین یہاں پر یہ مغالطہ دیتے ہیں کہ بعض آئمہ کا رفع یدین کے وجوب کا قائل ہونا ثابت ہے جو صحیح نہیں کیونکہ اوّلاً انکے اس قول کا تعلق تکبیر تحریمہ والی رفع یدین سے ہے. ثانیاً جمہور علماء نے ان کا رد کرتے ہوئے اسے انکی خطاء اور تفرد قرار دیا ہے. ثالثاً اس سے بھی قطع نظر کر لیجائے تو انکا یہ قول بلا دلیل ہونے کی وجہ سے حجت نہیں. ہمارے لئے تو اسلئے کہ ہم پر حجت ہمارے امام کا قول ہے. غیر مقلدین اسلئے کہ وہ غیر مقلد ہیں اور انکا نعرہ ہے "اہل حدیث کا ایک ہی اصول۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول".

تعجب ہے کہ اسمقام وہ اپنے اس اصول کو کیوں بھول گئے ہیں شاید "ضرورت ایجاد کی ماں ہے". کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ وہابی ماننے پر آجائیں تو کھٹّی لسّی کو بھی نور مان لیں نہ ماننے پر آئیں تو اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کو بھی نہ مانیں سچ ہے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ تف ہے اس بھونڈ تقسیم پر (تلک اذا قسمة ضیزیٰ)

قول ہٰذا کے مذکورہ مجمل کے حوالہ جات:-

چناچہ نیل الاوطار (ج ۲ صفحہ ۱۸۳) میں ہے:-وحکی النووی ایضاً عن داؤد ایجابه عند تکبیرة الاحرام (الیٰ) قال الحافظ وممن قال بالوجوب ایضاً الاوزاعی والحمیدی شیخ البخاری وابن خزیمة من اصحابنا اھ۔

محلّیٰ ابن حزم (ج ۲ صفحہ ۱۷۲) میں ہے:- وقدروی ایجاب رفع الیدین فی الاحرام للصلوٰة فرضا عن الاوزاعی وهو قول بعض من تقدم من اصحابنا اھ۔

سبل السلام شرح بلوغ المرام (ج ۱ صفحہ ۱۰۱ طبع دہلی صفحہ ۲۵۱ طبع مصر) میں ہے:-قال لموجبون قد ثبت الرفع عن تکبیرة الاحرام هذا الثبوت (الیٰ) وقال غیرهم انه سنّة من سنن الصلوٰة وعلیه الجمهور اھ۔

نیز امام ابن عبدالبر نے فرمایا ''کل من نقل عنه الوجوب لا یبطل الصلوٰة تبر که الا فی روایة عن الاوزاعی والحمیدی وهو شذوذ وخطاء''

عبارات منقولہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جس رفع یدین کے متعلق بعض حضرات (امام اوزاعی ۔شیخ بخاری حمیدی) محدّث ابن خزیمہ اور داؤد ظاہری یا بعض دیگر) سے وجوب کا قول مروی ہے اسکا تعلق تکبیر تحریمہ والی رفع یدین سے ہے اختلافی رفع یدین سے ہرگز نہیں .پھر قائلین وجوب میں صرف امام اوزاعی اور حمیدی سے منقول ہے کہ عند التحریمہ ترک رفع یدین سے نماز نہیں ہوتی جسے امام ابن عبدالبر نے '' وهو شذوذ وخطاء'' کہکر اسکی تردید فرمائی۔

ایک اور مغالطہ کا رد (پچاس صحابہ راوی):-

بعض غیر مقلدین یہاں پر یہ مغالطہ بھی دیتے ہیں کہ اختلافی رفع یدین پچاس صحابہ کرام کے ذریعہ منقول ہے جن میں عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں تو کیا پھر بھی اسے واجب نہ کہا جائے ؟ جو قطعاً خلاف واقعہ ہے کیونکہ اوّلاً جو عبارات علماء غیر مقلدین کی تصریحات کے مطابق اس رفع یدین سے مراد بھی یہ اختلافی رفع یدین نہیں بلکہ اس سے رفع یدین عند التحریمہ ہی مراد ہے۔چناچہ امام غیر مقلدین نواب صدیق حسن خاں بھوپالی نے لکھا ہے ''اما عند التکبیرة

فقد روی ذلک عن النبی ﷺ نحو خمسین رجلاً من الصحابة منهم العشرة المبشرة با جنة ورواه کثیر من الائمة عن جمیع الصحابة من غیر استثناء"یعنی (ہمارے نزدیک رفع یدین چار مقامات پر مسنون ہے عند التحریمہ ،عند الرکوع ،عند الاعتدال من الرکوع ،اور عند القیام الی الرکعۃ الثالثۃ ۔جسکی دلیل کئی صحیح احادیث ہیں) رہی تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کی دلیل؟ تو وہ پچاس صحابہ کرام کے ذریعے سے نبی کریم ﷺ سے مروی ہے جن میں دس وہ بھی ہے جنھیں اس دنیا ایک ساتھ جنت کی بشارت دی گئی تھی۔اور بہت سے ائمہ نے تو اس رفع یدین کو بلا استثناء تمام صحابہ اکرام سے نسبت کر کے روایت فرمایا ہے۔ملاحظہ ہو (الروضۃ الندیہ ج ا صفحہ ۹۳)

اسی طرح بالفاظ مختلفہ وبعبارات متعددہ درج ذیل کتب میں بھی ہے ملاحظہ ہو (نصب الرایہ ج ا صفحہ ۴۱۸ از امام زیلعی ۔تعلیق المغنی ج ا صفحہ ۱۱۱ سبل السلام شرح بلوغ المرام ج ا صفحہ ۲۵۰ طبع مصر صفحہ ۱۰۱ طبع دہلی ،نیل الاوطار ج ۲ صفحہ ۱۸۴)

نوٹ :انمیں مؤخر الذکر تین کتابیں ائمہ غیر مقلدین کی ہیں۔جادو جو سر چڑھ کر بولے ثانیاً بر تقدیر تسلیم لگاؤ فتویٰ اپنے بڑوں پر جنھوں نے پچاس صحابہ کرام کی ان احادیث صحیحہ سے بغاوت کرتے ہوئے انکے تقاضے کے برخلاف یہ نظریہ قائم کیا ہے کہ یہ زیادہ سے زیادہ مستحب ہے اور اتنا غیر ضروری کہ کوئی ساری عمر بھی نہ کرے تو گناہ تو کجا اس پر ذرّہ بھر بھی ملامت نہیں۔شاباش ہمت کریں۔

ایک اور مغالطہ کا رد (چار سو حدیثیں):-

بعض غیر مقلدین یہ مغالطہ دیتے ہیں کہ مبحث فیہ اختلافی رفع یدین کے ثبوت کی چار سو حدیثیں پھر بھی اسے واجب نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے؟ چنانچہ دیگر کے علاوہ امام غیر مقلدیہ نواب صدیق حسن خاں بھوپالی نے شیخ مجد الدین فیروز آبادی شافعی کی کتاب سفرۃ السعادۃ کے حوالہ سے لکھا ہے:-"ان الاخبار والآثار التی رویت فی ھذا الباب الیاربعمائۃ "(تھوڑا سا آگے لکھا ہے)"فقد صحّ فی ھذا الباب اربعمائۃ خبر واثر رواہ العشرۃ المبشرۃ "یعنی رفع یدین کے ثبوت کی احادیث وآثار چار سو کو پہونچتی ہیں اور ان میں وہ روایات بھی ہیں جو

حضرات عشرہ مبشرہ سے منقول ہیں اور یہ سب صحیح ثابت ہیں۔ ملاحظہ ہو (الروضۃ الندیہ ج اصفحہ ۹۶ طبع لاہور) جسکے کئی جواب ہیں جن میں سے بعض حسب ذیل ہیں:۔

عبارت سفر سے جواب:۔

یہ دعویٰ بے بنیاد ہے جس کے خلاف واقعہ ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ (ا) ماضی میں مسئلہ ہذا کے سب سے زیادہ محرّک امام بخاری نظر آتے ہیں وہ بھی صحیح بخاری میں دو تین روایات سے آگے نہ بڑھ سکے پھر رسالہ جزء رفع الیدین میں اسکا سترہ صحابہ کرام سے مروی ہونا بیان کیا جس سے بحث مزید الجھ کر رہ گئی کہ رسالہ مذکورہ میں درج کردہ احادیث اگر صحیح تھیں تو انہیں صحیح بخاری میں کیوں نہ درج کیا جبکہ موقع بھی تھا ضرورت بھی تھی پھر انمیں سے بعض درج فرمائیں بھی تو انمیں اس رفع یدین کا ذکر ندارد جیسے حدیث ابی حمید السافدلی جو صحیح بخاری (ج ؟ صفحہ؟) میں درج کی ہے اسمیں رفع یدین کا کوئی نشان نہیں ملتا پھر اسی روایت کو رسالہ مذکور میں (صفحہ؟) پر لکھا ہے تو اسمیں اسکا ذکر موجود ہے۔ اگر وہ غیر صحیح تھیں تو انہیں اسقدر اچھالنے کی کیا ضرورت تھی۔ یا یہ کہا جائے کہ اس رسالہ کی نسبت ان سے محل نظر ہے ہمارے نزدیک یہی راجح ہے کیونکہ امام بخاری سے منسوب یہ رسالہ مستند طریق سے نہیں اور اسکی جو سند بیاں کیجاتی ہے اسکا بنیادی راوی ''محمود بن اسحٰق الخزاعی'' نامی ایک شخص ہے جو مجہول الحال ہے۔ پھر اس رسالہ میں ایسی فحش قسم کی علمی اغلاط پائی جاتی ہیں جن کا ذمہ دار امام بخاری کو قطعاً نہیں ٹھرایا جاسکتا (اسکی مکمل تفصیل اس رسالہ کے جواب میں لکھے گئے ہمارے رسالے میں ہے (فمن شاء الاطلاع علیه فلیرجع الیه وهذا المختصر لا یسع ذلک)

جواب ۲:۔ اس دعویٰ کے جھوٹ ہونے کی مزید دلیل یہ ہے کہ وہی معلّے القاب نواب صاحب اپنی اس کتاب الروضۃ الندیہ میں اپنی نقل کردہ اس عبارت سے صرف دو صفحے پہلے (صفحہ ۹۳ پر) یہ لکھ آئے ہیں کہ انکے نزدیک نماز کے چار مقامات پر رفع یدین کا مسنون ہونا ثابت ہے جن میں سے پہلا مقام تکبیر تحریمہ ہے نیز اس سے قبل صفحہ ۸۷ پر اسکا غیر اختلافی ہونا بھی لکھ آئے ہیں اور واضح لکھا ہے کہ ان چار مقامات میں سے سب سے زیادہ حدیثیں جس کے متعلق مروی ہیں وہ یہی تکبیر تحریمہ والی رفع یدین ہے اور یہ بھی

تصریح کردی کہ "روی ذلک عن النبی علیہ وسلم نحو خمسین رجلا من الصحابة"، یعنی وہ نبی کریم علیہ وسلم سے پچاس صحابہ کرام کے ذریعے منقول ہے۔ سوال یہ ہے کہ جو امر سب سے زیادہ صحیح متفق علیہ اور کثرت سے ثابت ہے جب اسکے بارے میں پچاس حد بندی ہے تو اسکے مقابلہ میں اختلافی امر کی حدیثیں چار سو کیوں اور کیسے بن گئیں۔

ناطقہ سر بہ گریباں ہے اسے کیا کہیے

پس سفر السعادہ کی یہ عبارت قطعاً الحاقی ہے جس سے کسی بد باطن نے اسکے مؤلف جلیل کے علمی دامن کو جہالت کے دھبہ سے داغدار کرنے کی مذموم کوشش کی ہے الحاقی نہ بھی مانی جائے تو ہم پر کسی طرح حجت نہیں کیونکہ یہ ایک ایسا دعویٰ ہے جو شیخ محقق نے اسکی شرح میں بغرض تسلیم اسکا جواب دیتے ہوئے ارقام فرمایا ہے "مصنف اینجا سخن بمبالغہ کردو از حد درگزرانید"، یعنی مصنف کتاب نے اس مقام پر مبالغہ سے کام لیا اور حد سے تجاوز کر گئے ملاحظہ ہو۔ شرح سفر السعادہ فارسی صفحہ ۶۵ طبع سکھر)

غیر مقلدین سے مطالبہ محتاج دلیل ہے:۔

غیر مقلدین اسمیں ذرہ بھر بھی سچے ہیں تو وہ حدیثیں بمع اسناد منظر عام پر لائیں ورنہ معرض بیان میں سکوت اختیار کرنے میں کیا حکمت ہے اور کیا وہ اس دعویٰ کے جھوٹ ہونے پر دلالت نہیں کرتا؟ ہم بڑے وثوق سے عرض کرتے ہیں کہ یہ مدعی تو چار سو احادیث کا دعویٰ کر رہے ہیں انکے مؤقف کے ثبوت کی ایسی چار مطلوبہ معیار کی احادیث بھی نہیں ہیں بلکہ کوئی ایک ایسی صریح مرفوع متصل غیر معلل غیر شاذ و غیر معارض حدیث ان کے پاس نہیں ہے جو انکے دعویٰ سے دلالت مطابقہ رکھتی ہو ان کا دعویٰ یہ ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے تادم آخر کوئی ایک نماز بھی بغیر رفع یدین کے ادا نہیں فرمائی۔ ظاہر ہے حدیث بھی انکی وہی دلیل ہوگی جسمیں انکے حسب دعویٰ صراحت موجود ہو لیکن ایسی کوئی حدیث انکے پاس نہیں ہے ہو تو پیش کریں اور منہ مانگا انعام پائیں۔

خالد گھر جاکھی کی ہیرا پھیری کا رد:۔

لیکن اتنے بڑے جھوٹ سے تائب ہونے اور اپنی اس غلط بیانی سے رجوع کرنے کی بجائے بعد کے بعض ذمہ دار قسم کے غیر مقلد علماء نے اسے تحفظ فراہم کرنے کی ناکام کوشش کر کے سلسلۃ الکذابین میں جلی قلم سے اپنا نام درج کرانے کی سعادت حاصل کی ہے لیکن گھر جاکھی

کے ایک غیر مقلد عالم مولوی خالد گھر جاکھی صاحب نے نہ صرف یہ کہ اس دعویٰ کو درست کہا بلکہ اسکے ثبوت میں انہوں نے ''جزء رفع یدین گھر جاکھی'' بھی لکھ کر اپنے جاہل عوام سے داد تحسین وصول کی۔ کتاب کی ضخامت کو دیکھ کر اوّل وہلہ میں اسکا قاری تشویش محسوس کرتا ہے لیکن جب اسے کھول کر دیکھا جائے تو رویں رویں سے لاحول کی صدائیں بلند ہوتی ہیں اور نوک قلم پر بے ساختہ آتا ہے۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا　　جو چیرا تو خون کا اک قطرہ نہ نکلا

خالد صاحب کی یہ کتاب ''کھودا پہاڑ نکلا چوہا اور وہ بھی مرا ہوا'' کی صحیح مصداق ہے جسمیں انہوں نے جھوٹ خیانت جہالت کے کمالات کے علاوہ دجل و تلبیس، ہیرا پھیری اور ہاتھ کی صفائی دکھانے کے جملہ فنون کو ایک عجیب انداز سے جمع کر کے دنیا کو حیرت میں اور خود کو ''اسفل السافلین'' میں ڈال دیا ہے

انہوں نے اس میں جو چالبازی کی ہے وہ یہ ہے کہ مسئلہ ہٰذا کے متعلق درج کردہ نوٹس ۱،۲،۳،۴ کے نمبرز سے شروع کر کے علماء کی آراء جو نقل کی ہیں انہیں بھی اس سلسلہ نمبر دیا ہے پھر ''احادیث و آثار'' اس طریقہ سے نقل کی ہیں کہ جو روایت جس کتاب میں بلکہ جتنی کتابوں میں مکرر آئی ہے اسے ایک شمار کرنے کی بجائے متعدد قرار دیا اور نمبر بڑھاتے چلے گئے ہیں اور سب سے بڑا کمال یہ کیا ہے کہ جو رُواۃ ترک رفع یدین کی روایات میں انکے نزدیک ضعیف بلکہ جھوٹے تھے انہیں انہوں نے اثبات رفع الیدین کی روایات کے ضمن امام وقت بنا کر پیش کیا اور ''میٹھا ہپ، کڑوا تھو'' کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ ہے ان چار سوا احادیث کی حقیقت جسے ہم نے اختصار و جامعیت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ **لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے　　خصوصاً غیر مقلدیت کی وباء سے

آخری کیل:- اگر چار سوا احادیث کا یہ واویلا درست ہے تو ایک بار پھر ہم پوچھنا چاہیں گے کہ جن ذمہ دار قسم کے علماء غیر مقلدین نے اسکے باوجود رفع یدین کا ایسا غیر ضروری ہونا لکھا ہے کہ اسکے بغیر نماز کو بھی صحیح قرار دیا ہے اور اسکے تارک لائق ملامت ٹھرانا بھی گوارا نہیں کیا۔ انکا شرعی حکم کیا ہے؟ انہوں نے یہ فتویٰ دیکر ان احادیث و آثار کے خلاف علم بغاوت بلند کیا ہے یا نہیں؟ اور وہ یہ اقدام کر کے اہل حدیث مذہب سے خارج ہو گئے یا

نہیں؟ دوٹوک فیصلہ درکار ہے تا کہ اسی کے مطابق کاروائی عمل میں لائی جائے.

من نگویم ایں کن وآں نہ کن مصلحت بین وکار آساں بکن

(صلّو اکمارأ یتمونی اصلّی)

بعض غیر مقلدین نے یہ مغالطہ دیا ہے کہ صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا ''صلو کما رأیتمونی اصلّی'' ''نماز اس طریقہ سے پڑھو جس کے ساتھ پڑھتا ہوا مجھے دیکھو'' یہ بھی اختلافی رفع یدین کے وجوب کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نماز میں رفع یدین فرماتے تھے اور اسی کے متعلق امر کا صیغہ ارشاد فرمایا جبکہ امر اپنی اصل وضع کے اعتبار سے وجوب کیلئے آتا ہے. یا کم از کم اس سے اتنا تو ضرور ثابت ہو گیا ہے کہ اختلافی رفع یدین آپ کے حکم اور قولی حدیث سے بھی ثابت ہے لہٰذا اسکے بارے میں یہ کہنا کہ وہ قولی حدیث سے ثابت نہیں، درست نہ رہا.

الجواب:- اسکے بھی کئی جواب ہیں جن میں سے بعض حسب ذیل ہیں پس یہ انہی کے طور پر انکی یہ دلیل نہ ہوئی اور اگر اصول اب بدل لیا ہے تو ''مالی اراکم رافعی ایدیکم'' پر یہ اعتراض کرنا چھوڑ دیں کہ دعویٰ خاص ہے اور دلیل عام کمال ہے ہماری باری پر اصول کچھ اور ہوتے ہیں اور جو اپنا الو سیدھا کرنا ہو تو انکی نوعیت کچھ اور ہو جاتی اور ناکارہ قرار دادہ اصولی پھر کار آمد ہونا شروع ہو جاتے ہیں ؏ ناطقہ سر بہ گریباں ہے اسے کیا کہیے

جواب نمبر ۲:- ثانیاً: صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث علی التحقیق اوقات نماز سے متعلق ہے. جس سے مقصود یہ تلقین فرمانا ہے کہ جسے تم نے مجھے دن رات کے ساتھ پڑھنا کیونکہ آپ ﷺ نے یہ ارشاد اسوقت فرمایا تھا جب آپ کے مخاطبین حضرت مالک بن الحویرث اور انکے رفقاء بیس ایام آپکی خدمت میں رہ کر آپ سے رخصت لیکر اپنے وطن کو واپس ہو رہے تھے جسے الوداع کے وقت پیشوا عموماً اپنے نیاز مندوں کو کوئی نہ کوئی خاص تلقین فرمایا کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہوا کہ آپنے انہیں فرمایا تمہیں واپس جانے کی اجازت نہیں لیکن یاد رکھئے گا کہ بروقت نماز کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرنی اور ہمارے اس معمول پر سختی سے پابند رہنا ہے. باقی ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کے طریقے کے مطابق نماز پڑھنے سے نہ تو انہوں نے انکار کیا

نہ کر سکتے تھے کہ اس پر انہیں تنسیخ فرمانے کی کوئی ضرورت پیش آتی لیکن چونکہ لوگوں سے نماز میں عموماً سُستی ہو جانا ممکن ہوتا ہے اس لئے آپ نے اس کی خاص تلقین فرمادی.

ہمارے بیان کردہ اس مفہوم کی ایک دلیل یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح بخاری شریف. میں تین مقامات پر ہے (۱) جلد ا صفحہ ۸۸ کتاب الاذان باب الاذان للمسافر (۲) جلد ا صفحہ ۹۵ کتاب مذکورہ باب اذا استوافی القراءۃ فلیومہما کبرہم (۳) جلد۲ صفحہ ۱۰۷۶ کتاب الاخبار الآحاد باب ماجاء فی اجازۃ خبر الواحد.

جلد اصفحہ ۸۸ اور جلد ۲ صفحہ ۱۰۷۶ میں "صلّو کما رأیتمونی اصلّی" کے لفظ ہیں اور صفحہ ۹۵ میں یہی جملہ ان لفظوں میں ہے "فلیصلو الصلوٰۃ کذا فی حین کذا و صلوٰۃ کذا فی حین کذا"، یعنی اپنے علاقہ کے مسلمانوں کو کہا کہ فلاں نماز فلاں وقت میں اور فلاں نماز فلاں وقت میں پڑھیں اگر طریق تطبیق کو اپنائیں تو دونوں طریق کا معنےٰ یہ ہوگا کہ تمہیں بھی اور تمہارے اہل علاقے کو بھی میری خاص تلقین یہی ہے کہ تمام نمازیں ایسے بروقت اور پابندی کے ساتھ پڑھنا جیسا کہ تم نے مجھے پابندی کے ساتھ پڑھتے ہوئے دیکھا ہے.

اور اگر حسب اصول روایت طریق ترجیح کو ملحوظ رکھیں تو صفحہ ۹۵ والے الفاظ ہی رائج ہیں کیونکہ اس روایت کا مدار حضرت ایوب سختیانی پر ہے بخاری شریف کے مطابق ﴿آپ اسے﴾ اسکے دو راوی ہیں (۱) عبدالوہاب بن عبدالحمید الثقفی ملاحظہ ہو بخاری شریف ج ا صفحہ ۸۸، ج ۲ صفحہ ۱۰۷۶ اور (۲) حماد بن سلمہ ملاحظہ ہو بخاری (صفحہ ۹۵ ج ا) جبکہ ان دونوں میں سے حماد راجح ہیں کیونکہ دونوں طبقہ ثامنہ میں سے ہیں. حافظ ابن حجر عسقلانی نے حماد موصوف کو "ثقۃ عابد من کبار الثامنہ" اور عبدالوہاب مذکور کو صرف "ثقۃ من الثامنہ" لکھا ہے ملاحظہ ہو (تقریب التہذیب باب الحاء اور باب العین) پس حماد ہی کے الفاظ (فلیصلوا الصلوٰۃ کذافی حین کذا الم) کو عبدالوہاب کے الفاظ (صلّو کما رأیتمونی اصلّی) پر ترجیح ہوئی و للہ الحمد ۔

بالفرض اگر اس سے کیفیت صلوٰۃ بھی مراد لی جائے تو بھی ہمیں یہ کچھ مضر اور غیر مقلدین کو کچھ مفید نہیں کیونکہ یہ حدیث یا تو انہی حضرات کے ساتھ خاص شمار ہوگی یا پھر آپ کا طریقہ باقیہ مراد ہوگا (الجواب ھذا آخر فی بقیعۃ و؟؟؟؟؟)

صیغۂ امر سے جواب:-

باقی اگر صلّوا (صیغۂ امر) سے وجوب رفع یدین کیلئے استدلال درست ہے تو کیا ثناء، تسبیح رکوع وسجدہ (وغیرہ) بھی اسمیں شامل ہوکر واجب قرار پا جائیں گے یا نہیں؟ جبکہ خود غیر مقلدین بھی اسکے قائل نہیں ہیں چنانچہ متن الروضۃ الندیہ (ج ۱ صفحہ ۸۶) میں ہے "ولا یحب من اذکارھا الا التکبیر "یعنی اذکار نماز میں سوائے تکبیر تحریمہ کے کچھ واجب نہیں. نیز اسی ۹۳ میں ہے:-"وما علا ذلک فیسنن "یعنی سطور بالا میں مذکور کے سوا باقی امور نماز کی سنتیں ہیں.

پھر پُر لطف بات یہ کہ اسکے فوراً بعد رفع یدین کو بھی نماز میں شمار کرتے ہوئے لکھا ہے۔ "وھی الرفع المواضع الاربعۃ "یعنی سنن نماز سے مراد وہ رفع یدین بھی ہے جو چار مقامات پر کی جاتی ہے (۱ تحریمہ، ۲ رکوع میں جاتے، ۳ اس سے سر اُٹھاتے، ۴ اور دوسری رکعت سے تیسری رکعت کی جانب قیام کے وقت) اھ

پھر یہ استدلال غیر صحیح نہیں مضحکہ خیز بھی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ یہ کیسے فرما سکتے ہیں یا آپ کا یہ مقصد کیونکر ہوسکتا ہے کہ تمہارے چلے جانے کے بعد اگر نماز کے کسی مسئلہ کی نوعیت بدل بھی جائے اور تمہیں اسکا علم بھی ہو جائے تب بھی تم اپنی باتوں کو گرہ دیئے رکھنا. اگر یہ مطلب ہوتو "وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھا کم عنہ فانتھوا" کا محل کیا ہوگا؟

اسی لئے شارح حدیث کو اس حدیث کی شرح لکھتے وقت یہ تنبیہ کرنا پڑی کہ اس حدیث کے حوالہ سے واجب صرف نماز کے وہی امور ہوں گے جن پر آپ ﷺ سے دوام واستمرار ثابت ہوا اور جن پر دوام ثابت نہیں وہ اس مد سے خارج ہیں (جبکہ اختلافی رفع یدین بھی قطعاً اسی قبیل سے ہے)

چنانچہ امام ابن حجر عسقلانی اس حدیث کے تحت فتح الباری (جلد ۱۳ صفحہ ۲۵۰ طبع مصر) میں ارقام فرماتے ہیں:-بشرط ان یثبت استمرارہ ﷺ علی فعل ذلک الشیئی المستدل بہ دائما حتی ید خل تحت الامر ویکون واجبا وبعض ذلک مقطوع با ستمرارہ علیہ .واما مالم یدل دلیل علی وجودہ فی تلک الصلوات التی تعلق الامر بایقاع

الصلوٰۃ علیٰ صفتها فلا نحکم بتناول الامر لهٗ اھ.

آخری کیل:-روایت ہذا حضرت مالک بن الحویرثؓ کے ذریعے مروی ہے (کما مر سابقاً ایضاً) جبکہ اس کے بعض طرق ثانیہ میں یہ بھی ہے کہ (۱) آپ ﷺ نماز میں رفع یدین فرماتے وقت دونوں ہاتھ مبارک کانوں تک لے جاتے تھے ملاحظہ ہو (مسلم ج ۱ صفحہ ۱۶۸، ابو داؤد ج ۱۲ صفحہ ۱۰۹، نسائی ج ۱ صفحہ ۱۴۰، ۱۵۸، ۱۶۱، ۱۶۵ مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۴۳۶، ۴۳۷ جلد ۵ صفحہ ۵۳) (۲) نیز اسکے بعض طریق صحیحہ میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ دو سجدوں کے درمیان بھی رفع یدین فرماتے تھے ملاحظہ ہو (نسائی ج ۱ صفحہ ۱۶۵ مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۴۳۶، ۴۳۷ جلد ۵ صفحہ ۵۳) اگر صلّو کے لفظ وجوب کے دلیل ہیں تو اسکی رو سے کانوں تک رفع یدین کرنا اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان رفع یدین کرنا بھی واجب قرار پائے گا جبکہ غیر مقلدین پہلے کے تارک اور دوسری کے منکر ہیں۔اسی کو کہتے ہیں میٹھا ہپ کڑوا تھو۔نوٹ واضح رہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے رفع یدین بین السجدتین کے ثبوت کی صحت کو تسلیم کیا ہے۔ملاحظہ ہو (فتح الباری)

ایک اور مغالطہ کا ردّ (دعویٰ تواتر)

بعض غیر مقلدین نے دعویٰ کیا ہے کہ اختلافی رفع یدین متواتر ہے جو اسکے وجوب کی دلیل ہے

الجواب: اسکا جواب یہ ہے کہ اوّلاً: یہ دعویٰ ہی غلط ہے کیونکہ اس پر تواتر کی تعریف صادق نہیں آتی چنانچہ حدیث متواتر کی تعریف کے ضمن میں ایک شرط یہ ہے کہ "بلا حصر عدد معین بل تکون العادۃ قد احاطت تو اطئهم علی الکذب" (شرح اعنہ صفحہ ۹، ۱۰)

جبکہ ایسا تواتر مانحن فیہ میں ثابت نہیں اگر ثابت ہوتا تو ائمہ مجتہدین کا اس مسئلہ میں اختلاف ہی نہ ہوتا۔نیز اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ بعض ائمہ حدیث نے متواتر حدیث نبوی ﷺ سے انکار کیا ہے یعنی انہوں نے فرمایا کہ دنیا میں کوئی ایسی حدیث سرے سے موجود ہی نہیں جسے متواتر کہا جا سکے۔چنانچہ علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ اپنی معرکۃ الآراء کتاب کوثر النبی ﷺ (صفحہ ۴) میں ارقام فرماتے ہیں "قال ابن حبان لا یوجد متواتر فی الحدیث النبوی وقال ابن الصلاح هو عزیز الا ان یدعی فی حدیث من کذب علی

متعمداً فلیتبوأ مقعده من النار "الخ یعنی محدث ابن حبان نے کہا کوئی حدیث نبوی اس دنیا میں متواتر طریقے سے ثابت ہی نہیں اور ابن صلاح نے فرمایا متواتر حدیث کے پائے جانے کا دعویٰ بہت مشکل اور محلِّ نظر ہے ہاں یہ دعویٰ صرف حدیث "من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعده من النار "میں کیا جاسکتا ہے. الخ

نوٹ: واضح رہے کہ وہی ابن حبان ہیں جنہیں غیر مقلدین ترک رفع یدین والی حدیث ابن مسعود کے خلاف ہم پر زبردستی حجّت بنا کر پیش کیا کرتے ہیں اب دیکھیں گے وہ اسمقام پر انکے متعلق کیا گل افشانی کرتے ہیں فافہم.

علاوہ ازیں حدیث کے متواتر ہونے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے تمام طرق صحیح ثابت ہوں کیونکہ متواتر از اقسام صحیح ہے جب کہ غیر مقلدین کے اثبات رفع یدین کی اکثر روایات سخت مخدوش و متکلم فیہ ہیں اور جو بعض بظاہر کلام سے خالی ہیں وہ انکے دعویٰ سے مطابقت نہیں رکھتیں خلاصہ یہ ہے کہ احادیث رفع یدین کے متواتر ہونے کا دعویٰ بے بنیاد اور غلط ہیں.

جواب آخر: - اس سے قطع نظر شرعاً کسی امر کے وجوب اس کا محض متواتر ہونا کافی نہیں ہوتا بلکہ اس کا لزوماً ثابت ہونا بھی ضروری ہے ورنہ نماز چاشت اور نماز تہجد بھی واجب ہو جبکہ امام غیر مقلدیہ کے اقرار سے یہ دونوں نمازیں بالتواتر ثابت ہے ملاحظہ ہو (الروضۃ الندیہ ج اصفحہ ۱۱۳ طبع فاروقی کتب خانہ لاہور)

دعویٰ دوام و مواظبت رفع یدین کے ذریعہ اثبات وجوب کا رد:-

بعض غیر مقلدین نے اختلافی رفع یدین پر نبی کریم ﷺ کی مواظبت اور اس پر آپکے دوام کا دعویٰ کر کے اسکے ذریعہ اسکے وجوب کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جنکی تفصیل مع الرّد حسبِ ذیل ہے.

کَانَ یَرْفَعُ سے صیغۂ استمرار سے استدلال کا رد:-

چنانچہ بعض نے اپنے دعویٰ کے ثبوت کی ایک دلیل یہ پیش کی ہے کہ احادیث رفع یدین میں رسول ﷺ کے بارے میں یہ الفاظ بھی موجود ہے کَانَ یَرْفَع "ھذا کان یصلّی" جو ماضی استمراری کے صیغے ہیں جن سے رفع یدین پر آپ ﷺ کی مداومت ثابت ہوتی ہے جبکہ آپ

علیہ السلام کا کسی امر پر مداومت فرمانا کم ازکم اسکے وجوب کی دلیل ہوتا ہے.

جواب :-اسکا جواب یہ ہے کہ احادیث طیبہ میں عند المحققین بلکہ خود اکابر غیر مقلدین کی تصریحات کے مطابق ماضی استمراری محض مطلق فعل پر دلالت کرتی ہے جب تک اس فعل پر علیحدہ ،دوام کی دلیل نہ ہو تو اسے دوام و مواظبت کی دلیل بنانا علم سے دور محض ایک سطحی استدلال ہے. چنانچہ صحیح مسلم شریف (ج ۱ صفحہ ۲۵۴) میں امّ المؤمنین حضرت صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا''کان یصلی ثلث عشرۃ رکعۃ ''یعنی آپ ﷺ نماز تہجد کی تیرہ رکعتیں ادا فرمایا کرتے تھے.

حدیث کے ان لفظوں سے ظاہر ہوتا ہے کے شاید رکعات تہجد کے بارے میں آپ ﷺ کا دائمی یا کم ازکم عمومی عمل تیرہ رکعتیں پڑھنے کا تھا جو قطعاً خلاف واقعہ ہے اسلئے اسکی شرح میں شارح حدیث کو اسکی خصوصی وضاحت کرنا پڑی چنانچہ مشہور شارح حدیث امام نووی رحمۃ اللہ اسکے تحت رقم طراز ہیں.

”ولم یو اظب علیٰ ذلک بل فعله مرّۃ ا ومرتین او مرّات قلیلة ولا تغتر بقولها کان یصلّی فان المختار الذی علیه الا کثرون والمحققون من الا صولیین ان لفظة کان لایلزم منها الدوام ولا التکرار وانما هی فعل ماض یدل علیٰ وقوعه مرّۃ فان دل دلیل علی التکرار عمل به والا فلا تقتضیه بوضعها “

یعنی اس حدیث میں ''کان یصلی ''الخ کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ کا دائمی عمل مبارک یہ تھا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے اس پر مواظبت نہیں فرمائی آپنے اسے ایکبار یا دوبار یا زیادہ سے زیادہ بہت قلیل انداز میں چند بار کیا۔ باقی اس بارے میں حضرت صدّیقہ کے الفاظ'' کان یصلی '' سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے کیونکہ اکثر علماء ومحققین اہل اصول کا مختار یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کے متعلق لفظ کان ،دوام اور اس بات کی دلیل نہیں کہ آپنے وہ کام کئی بار کیا ہو.انکے نزدیک یہ معنوی حیثیت سے فعل ماضی مطلق ہے جو محض کسی کام کے ایک بار واقع ہونے پر دلالت کرتا ہے جس کے دوام پر دال ہونے کے لئے علیحدہ دلیل درکار ہے پس اگر دوام وتکرار کی کوئی علیحدہ دلیل مل جائے تو اس پر عمل کیا جائے گا ورنہ وہ حسب صیغہ اسکا مقتضی نہیں.اھ

اسی کی مانند غیر مقلد یہ قاضی شوکانی نے بھی لکھا ہے ملاحظہ ہو (نیل الاوطار ج ۲ صفحہ ۳۸۶، ۳۴۸ جلد ۳ صفحہ ۱۴۱ طبع مصر)

اگر غیر مقلدین پھر بھی نہ مانیں تو منقولہ بالا حدیث "کان یصلی ثلث عشرۃ رکعۃ" سے تسلی بخش جواب بہر حال انکے ذمہ ہے نیز اس جیسی دیگر احادیث کے بھی وہ جوابدہ رہیں گے مثلاً صحیح بخاری (ج ۱ صفحہ ۷۴ طبع کراچی) (صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۰۵) میں ہے "کان یصلی وھو حامل امامۃ" یعنی آپ ﷺ نماز میں اپنی نواسی حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اٹھا کر پڑھتے تھے.

اگر کان استمرار، تکرار، دوام اور مواظبت کی دلیل ہے تو کیا ہے اس حدیث کا یہ مطلب لینا درست ہے کہ آپ ﷺ جب بھی نماز ادا فرماتے تو چھوٹی بچی حضرت امامہ کو اٹھایا ہوتا تھا پھر اہل حدیث اس پر عمل کرتے ہوئے کتنی نمازیں اس طریقہ سے پڑھتے ہیں؟

ے جلا کر راکھ نہ کر دوں تو داغ نام نہیں

ہدایہ وغیرہ کی عبارت سے وجوب پر استدلال کا رد:-

بعض غیر مقلدین نے اختلافی رفع یدین پر نبی کریم ﷺ کی مواظبت پھر اسکے ذریعہ اسکے وجوب کی ایک دلیل یہ پیش کی ہے کہ فقہ حنفی کی مشہور و متداول کتاب ھدایہ (ج ۱ صفحہ ۸۴ طبع کراچی اسلام آباد) میں تکبیر تحریمہ کی رفع یدین کو وھو سنۃ لکھا ہے اور اسکی دلیل یہ پیش کی ہے کہ "لان النبی علیہ السلام واظب علیہ" یعنی تحریمہ کی رفع یدین سنت ہے جسکی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم علیہ اسلام نے اس پر مواظبت فرمائی. اھ

جواب: اولاً کیا سنت وہ ہوتی ہے جس پر آپ علیہ السلام نے مواظبت فرمائی ہو. اگر ایسے ہے تو "فیا للعجب ولضیعۃ العلم والادب" اس عبارت میں "وھو سنۃ" اس امر کی واضح دلیل ہے اختلافی رفع یدین تو کجا وہ رفع یدین بھی جو اتفاقی ہے، واجب نہیں پس غیر مقلدین کا اسے اپنی دلیل سمجھنا انتہائی غلط ہی نہیں مضحکہ خیز بھی ہے.

رہا حضرت صاحب ہدایہ کا "سنۃ" کی توجیہ میں "واظب علیہ" فرمانا جبکہ واظب علیہ کے الفاظ واجب کے اثبات کے لئے موزوں ہوتے ہیں؟

توہدایہ کا سمجھنے ''ہرایرے غیرے نتھوخیرے'' کے بس کا روگ نہیں اسکی پیچیدہ علمی زبان کے آگے تو بڑے بڑوں کے بھی اوسان خطا ہوجاتے ہیں جبکہ تدقیقات سے غیر مقلدین کوتو دور کا واسطہ بھی نہیں صحیح حدیث شریف میں انکے متعلق وارد ہے ''حدّاث الاسنان سفھاء الاحلام '' انکے نوجوان اور نوعمر بھی کم فہم ہونگے یعنی بوڑھے توعموماً اپنے بھی اس طرح سے ہوجاتے ہیں ''حیث قال تعالیٰ ومنکم من یردالی ارزل العمر لکی لا یعلم بعد علم شیئا''.

مثل مشہور ہے کہ ایک من علم کے لئے دس من عقل کی ضرورت ہوتی لیکن جہاں علم دس من ہو اور عقل مذکورہ بالا حدیث کی مصداق تو جونتیجہ برآمد ہوگا ہرایک کے سامنے ہے.

فقیہ اعظم صاحب رحمۃ اللہ کی اس عبارت کا مفادیہ ہے کہ کسی امر پر نبی کریم ﷺ کی مواظبت ،مطلقاً وجوب کی دلیل نہیں ہوتی بلکہ دلیل وجوب محض وہ مواظبت ہے جومقرفی الباب ہواور بعض اوقات ایسا بھی ممکن بلکہ واقع ہے کہ مواظبت کے ثبوت کے باوجود وجوب ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ پیش نظر مقام پر ہے اور مواظبت کے باوجود اسکے عدم وجوب کی دلیل حدیث مسی ہے یعنی حدیث مسی نے اسکی نفی کی نیز دیگر بھی کوئی ایسی دلیل نہیں جوعندالتحریمہ رفع یدین کے واجب ہونے کی دلیل ہو پس وہ سنّت ہی ہوئی ۔یہ محمل ہے اس عبارت کا. والحمد للہ علیٰ ذلك .

غیرمقلدین کے شبہ ہٰذا کی بنیاد کا قلع قمع:۔

غیر مقلدین کے شبہ ہٰذا کی بنیاد یہ ہے کہ انکے خیال کے مطابق صاحب ہدایہ رحمۃ اللہ نے شاید عندالتحریمہ رفع یدین کی سنّیت کی دلیل احادیث رفع یدین اختلافی کو بنا کر اسکے لئے اپنے سے استدلال کیا اور مواظبت کے الفاظ کو استعمال فرمایا ہے .پس جب اہل حدیث کا ایک حصہ دلیل ہے تو انکا دوسرا حصّہ کیوں دلیل نہیں .الغرض جب انہی احادیث کی رو سے عندالتحریمہ رفع یدین کی مواظبت مان لی ہے تو انکی یہی تقریر دوسرے حصے میں بھی جاری ہوگی.

تو اسکا ازالہ یہ ہے کہ اسمقام پر صاحب ہدایہ کی دلیل دوامور ہیں (ا) وہ احادیث جن میں

صرف رفع یدین للتحریمہ کا ذکر ہے اور وہ اختلافی رفع یدین کے ذکر سے خالی نہیں یہ سمجھنا ہی سرے سے غلط ہے کہ مسئلہ ہٰذا میں بنیادی طور پر انکی دلیل رفع یدین عند التحریمہ کے بیان پر مشتمل، احادیث رفع یدین ہیں مثلاً سنن ابی داود (ج ا صفحہ ۱۱۰ باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع۔ طبع کراچی) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: "کان رسول اللہ ﷺ اذا دخل فی الصلوٰۃ رفع یدیه مدًا" یعنی رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں مبارک ہاتھوں کو خوب اچھی طرح اٹھاتے تھے.

یہ حدیث اتنا ہی ہے جس میں صرف عند التحریمہ رفع یدین کا بیان ہے اور از روئے سند صحیح ہے کہ اسکے رواۃ میں کوئی ایسا راوی نہیں جس پر مقرفی الباب قادح کلام ہو. نیز یہ مضمون دیگر احادیث میں بھی ہے جیسے ابی مالک اشعری رضی اللہ عنہ رواہ احمد فی مسندہ (ج ۵ صفحہ ۳۴۳) نیز مجمع الزوائد ج ۲ صفحہ ۱۳۰ طبع بیروت.

(۲) مسئلہ ہٰذا کی دوسری بنیاد بلا اشتہار جملہ ائمہ اسلام کا رفع یدین عند التحریمہ کے مسنون ومستحب ہونے پر اتفاق ہے اس صورت میں اگر مذکورہ بالا روایات نہ بھی ہوں تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور یہ ایسا امر ہے جس سے ائمہ غیر مقلدیہ کو بھی کچھ اختلاف نہیں۔ چنانچہ امام غیر مقلدیہ نواب صدیق حسن خاں بھوپالی نے اسکے متعلق واشگاف الفاظ میں لکھا ہے...... ان الا دلة علیٰ هٰذا السنة قد تواتر ت تواتر الا ینکره من له ادنی المام بعلم الادلة واختصت باجتماع العشرة المبشرة بالجنة علیٰ روایتها ومعهم من الصحابة جما هیرو نقل جماعة من الحفاظ انه لم بقع الخلاف فی ذلک بین الصحابة بل اتفقوا علیه .والحاصل انه قد نقل الینا هذه السنة الذین نقلوا الینا اعداد رکعات الصلوٰة (الیٰ)ولیس فی المقام مایصلح لمعا رضة هٰذه السنة لامن قوله ﷺ ولا من فعله ولا عن اصحابه من اقوالهم ولا من افعا لهحد وقد درج علیهاخیر القرون ثم الذین یلو نهم ثم الذین یلونهم .اھ

یعنی رفع یدین عند التحریمہ کی اس سنّت کے ثبوت کے دلائل ایسے متواتر ہیں جن سے کوئی کم علم

شخص بھی انکار نہیں کرسکتا اور ان کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کے راویوں میں دس صحابہ کرام بھی ہیں جنھیں اس دنیا میں ایک ساتھ جنت کی بشارت دی گئی تھی جن کے ساتھ دیگر بے شمار صحابہ اکرام بھی شامل ہیں۔ حفاظ حدیث کے ایک جم غفیر کے مطابق اس میں صحابہ کرام کا کوئی اختلاف نہیں تھا بلکہ وہ سب اسپر متفق تھے. الحاصل اس سنت کو ہم تک ان حضرات نے پہونچایا جنھوں نے ہم تک رکعات نماز کی تعداد پہونچائی (الیٰ ان قال) رسول اللہ ﷺ کے قول وفعل مبارک اسی طرح صحابہ کرام کے اقوال وافعال میں سے کوئی ایک بھی ایسی دلیل نہیں جو اسکے سنت ہونے کی نفی کرتی ہو خیر القرون کے دوسرے دو طبقات یعنی تابعین واتباع تابعین کے اقوال وافعال جو اس کے مؤید ہیں اسی پر مستزاد ہیں .اھ۔ ملاحظہ ہو...... (الروضۃ الندیہ ج ا صفحہ ۷۸ طبع لاہور)

نیز اسی (کے ج ا صفحہ ۹۴) میں امام نووی کے حوالہ سے مرقوم ہے "انھا اجمعت علیٰ ذٰلک عند تکبیرۃ الاحرام وانما اختلفو افیما عدا ذٰلک "یعنی تمام امت کا تکبیر تحریمہ والی رفع یدین کے ثابت ہونے پر اجماع ہے اور ائمہ کا جو اختلاف منقول ہے وہ اسکے ماسوا میں ہے .اھ

خلاصہ یہ ہے کہ معترض کے اس شبہ کی بنیاد یہ تھی کہ صاحب ہدایہ نے رفع یدین عند التحریمہ کے اثبات کے لئے شاید ان احادیث کو مستدل منہ بنایا ہے جو اختلافی رفع یدین کے بیان پر بھی مشتمل ہیں جو صحیح نہیں پس جو بنیاد ہی نہ رہی تو اسکے سہارے قائم کی گئی دیوار ہوا میں کھڑی کی گئی ریت کی دیوار قرار پائی (وھو المقصود)

بعض ائمہ سے استدلال للمذکور کی توجیہ:۔

رہا یہ کہ بعض ائمہ نے احادیث رفع یدین عند التحریمہ کے ثبوت کے دلائل میں پیش کیا ہے جیسا کہ امام زیلعی حنفی نے نصب الرایہ نے یا جیسے خود صاحب ہدایہ نے کانوں تک ہاتھ اٹھانے کے ثبوت میں ان احادیث سے استدلال فرمایا ہے کمافی الھدایہ (ج ا صفحہ ۸۴)؟ تو اسکا جواب یہ ہے کہ اس سے ان کا مقصد اختلافی رفع یدین کے ثبوت کو توثیق کرنا ہرگز نہیں کیونکہ ان سے اسکے منسوخ ہونے کی تصریحات کا ثابت ہونا نیز حنفی ہونے کے حوالے سے

اصولی طور پر انکا اسکے سنّت ثابتہ غیر منسوخہ ہونے کا قائل ہونا ایک ناقابل تردید حقیقت ہے پس اولاً: وہ انہیں محض تائیدی حوالے سے لائے ہیں ۔ ثانیاً: بعض اوقات ایسا ممکن ہی نہیں بلکہ واقع ہے کہ ایک ہی آیت یا ایک حدیث میں کئی مختلف مسائل ہوتے ہیں جن میں سے بعض منسوخ ہوتے ہیں اور بعض غیر منسوخ ۔ بالفاظ دیگر بعض اوقات کسی آیت یا حدیث کا کوئی حصّہ منسوخ الحکم ہوتا ہے اور دوسرا غیر منسوخ الحکم ۔ اس صورت میں غیر منسوخ حصے سے استدلال کر لینا اسکے منسوخ حصے کو غیر منسوخ یا ثابت مان لینے کو قطعاً مستلزم نہیں یہی حقیقت اسی مقام پر کارفرما ہے .اور قرآن وسنّت میں اسکی ان گنت مثالیں موجود ہیں ازانجملہ سورہ بقرہ کی آیت بھی ہے جسکے الفاظ ”وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين “میں یطیقونہ بمعنی لایطیقونہ کے ماننے کی صورت میں منسوخ ہیں اور باقی آیت غیر منسوخ ہیں .اسی طرح صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث ”انما جعل الامام ليؤتم به فاذاكبر فكبروا “ کا آخری حصہ ”وان صلّٰى قائما فصلّوا قياما وان صلّى جالسا فصلّوا جلوسا“ حسب تصریح امام بخاری منسوخ ہے (صحیح بخاری ج ۱)

علاوہ ازیں حدیث وائل بن حجر وحدیث مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہما جنہیں غیر مقلدین کے دلائل رفع یدین میں بنیادی حیثیت حاصل ہے ان میں ”بین السجدتین“ رفع یدین بھی مذکور اور ثابت ہے مگر غیر مقلدین انکے اس حصے کو نہیں مانتے اور اسے سنّت متروکہ کہتے ہیں؟؟؟؟ ہو (الروضۃ الندیہ (ج ا صفحہ ۹۶) پس اگر ہمارا یہ بیان درست نہیں تو ایک ہی حدیث کا آدھا حصہ منظور؟؟؟؟؟ اور آدھا حصہ نامنظور کیوں؟ کچھ تو بولیں باقی اسکو سنّت متروکہ کہہ کر اسے رد کرنے پر ہم ان سے حساب ان کے مقام پر لیں گے.

فما زالت تلک صلوته حتی لقی الله سے وجوب پر استدلال کا رد:-

بعض غیر مقلدین نے اختلافی رفع یدین پر مواظبت پھر اسکے حوالہ سے اسکے وُجوب پر استدلال کرتے ہوئے درج ذیل روایت کو بطور دلیل پیش کیا ہے جو یہ ہے......عن ابی عمران رسول الله ﷺ كان اذا افتتح الصلوة رفع يديه واذا ركع واذا رفع

رأسه من الرکوع و کان لایفصل ذلک فی السجود فما زالت تلک صلوته حتی لقی اللہ تعالیٰ .

خلاصہ ترجمہ: یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے آغاز میں نیز رکوع میں جاتے اور اس سے سر مبارک اٹھاتے وقت رفع یدین فرماتے تھے مگر سجدوں میں ایسا نہیں کرتے تھے پس آپ کی نماز تادم آخر اسی طریقہ پر رہی۔ ملاحظہ ہو (اخرجہ البیہقی فی الخلافیات۔ مختصر الخلافیات ج ا صفحہ ۸۶ نصب الرایہ ج ا صفحہ ۴۰۹ بحوالہ بیہقی)

الجواب:- جسکا جواب یہ ہے کہ اولاً یہ اس امر کے بیان میں محکم نہیں کہ بلاترک ایک ایک نماز اسی طرح تھی کیونکہ اس قسم کے کلام کا اطلاق وقفہ وقفہ سے کئے جانے والے کام پر بھی ہوتا ہے جیسے بے شمار احادیث صحیحہ میں سفر قصر پر تین دن رات چلنے کی مقدار کا اطلاق فرمایا گیا ہے حالانکہ ان میں مسلسل چلتا رہنا بالاتفاق مراد نہیں۔ نیز اسکی دلیل اس حدیث راوی صحابی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اس رفع یدین کے بغیر نماز پڑھنا بھی ہے جس سے کم از کم یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ وہ واجب نہیں ورنہ اسے چھوڑ دینے کے کیا معنٰے؟ ملاحظہ ہو (شرح معانی الآثار الطحاوی ج ا صفحہ ۱۱۰ طبع کراچی۔ موطا محمد صفحہ ۹۳، ۹۴ طبع کراچی)

جس سے یہ امر روز روشن کی طرح کھل کر سامنے آ گیا کہ پیش کردہ اس روایت (فما زالت تلک صلوته حتی لقی اللہ تعالیٰ) کو دلیل مواظبت بنا کر پیش کرنا سطحی استدلال ہے جبکہ اس سے اختلافی رفع یدین کے وجوب پر استدلال اسکے بعد کا مرحلہ ہے جو کارے دارد والا مسئلہ ہے۔

ثانیاً:- اس سبب سے قطع نظر کرتے ہوئے یہ روایت نہایت درجہ غلط خود ساختہ، جھوٹی، موضوع اور من گھڑت ہے جسے رسول اللہ ﷺ کی حدیث کہنا بھی جرم عظیم، بہت بڑا گناہ اور جہنّم کو دعوت دینا ہے جسکے متعلق آپ ﷺ کا ارشاد ہے "من کذب علی متعمداً فلیتبوّأ مقعده من النار" یعنی جس نے جان بوجھ کر مجھ سے جھوٹ کی نسبت کی اسکا ٹھکانہ جہنّم ہے۔

چنانچہ اسکی سند اسطرح ہے:

''عن ابی عبد الله الحافظ عن جعفر بن محمّد بن نصر عبد الرحمٰن بن قریش بن خزیمه الهروی عن عبد الله بن احمد الدمجی عن الحسن بن عبد الله بن حمدان الرقی ثنا عصمة بن محمد الانصاری ثنا موسی بن عقبة عن نافع عن ابن عمر ''ملاحظہ ہو (حوالہ جات مذکورہ بالا)

اسکے راوی موسیٰ بن عقبہ کے بارے میں علامہ شمس الدین ذھبی نے لکھا ہے ......''قال ابن معین فیه بعض الصنعف ''یعنی اس کی روایت میں کچھ کمزوری ہے ملاحظہ ہو (میزان الاعتدال ج ۴ صفحہ ۲۱۴)۔

حافظ ابن حجر عسقلانی اسکے متعلق رقمطراز ہیں......''قال المفضل الغلابی عن ابن معین ثقة کانوا یقولون فی روایتة عن نافع شئي قال وسمعت ابن معین یضعفه بعض شئي ''یعنی مفضل غلابی نے امام ابن معین کے حوالہ سے کہا کہ ثقہ ہے البتہ علماء حدیث فرماتے تھے کہ نافع سے اسکی روایت میں کمزوری ہوتی ہے .انہوں نے کہا کہ میں نے امام ابن معین سے اسکی کچھ تضعیف کرتے ہوئے سنا تھا .ملاحظہ ہو (تہذیب التہذیب ج ۱۰ صفحہ ۳۶۲ طبع ملتان) نیز اسکی سند میں ''عبد الرحمٰن بن قریش بن خزیمہ الھروی'' نامی ایک راوی ہے جس کے متعلق علاّمہ شمس الدین ذھبی نے میزان الاعتدال (ج ۲ صفحہ ۵۸۲ طبع سانگلہ ہل) میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے لسان المیزان (ج ۳ صفحہ ۴۲۵ طبع ملتان) میں ارقام فرمایا ہے.

''سکن بغداد اتهمه السلیمانی بوضع الحدیث ''یعنی مذکورہ راوی بغداد کا باشندہ تھا امام سلیمانی کی جانب سے اس پر واضع الحدیث ہونے کا الزام ہے .اھ

علاوہ ازیں اسکا ایک اور راوی عصمہ بن محمّد (بن فضالہ بن عبید) الانصاری ہے جسکے بارے میں علاّمہ ذھبی اور امام عسقلانی نے فرمایا......''قال ابو حاتم لیس بقوی وقال یحي کذّاب یضع الحدیث وقال ابن عدی کل حدیثه غیر محفوظ ''یعنی امام ابوحاتم نے کہا قوی نہیں ہے .امام یحیٰ نے فرمایا کذّاب ہے اپنی طرف سے حدیثیں بنا بنا کر انہیں

رسول اللہ ﷺ سے منسوب کرتا ہے .ابن عدی نے کہا اسکی تمام روایات غیر محفوظ ہیں .ملاحظہ ہو (میزان الاعتدال ج ۳ صفحہ ٦٨ ،لسان المیز ان ج ۴ صفحہ ۱۷۰)

گھر جاکھی غیر مقلّد کی ہیرا پھیری کا رد:۔

مولوی خالد گھر جاکھی نے اپنی کتاب ''جزء رفع الیدین'' میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ اسکی اصل سند ''زھری عن سالم عن ابیه '' ہے جو بلا دلیل ، بے بنیاد، جھوٹ، چوری پھر سینہ زوری ہے جسکی جتنی مذمت کی جائے اور جس پر جتنی لعنت بھیجی جائے کم ہے کہ پیش نظر روایت عن نافع عن ابن عمر ہے عن سالم عن ابن عمر نہیں۔ پھر اسکے دو راوی کذاب اور وضّاع بھی ہیں جنکے ہوتے ہوئے انکے ان الفاظ کو زیادہ ثقہ کہنا جہالت کے علاوہ موصوف کی سخت تلبیس اور ہیرا پھیری بھی ہے .حیرت ہے کہ محض اپنے طے کردہ نظریہ کو پروان چڑھانے کی غرض سے ان لوگوں نے کیا کیا جتن کھیلے حتّٰی کہ رسول اللہ ﷺ پر بولے گئے جھوٹ کو تحفظ فراہم کئے گئے اور انہیں نہ قیامت یاد آئی نہ خدا کی پیشی۔ کم از کم اس سے اتنا ضرور واضح ہوگیا کہ وقت آنے پر یہ لوگ جھوٹ سے بھی استفادہ کرلیتے ہیں اور نہ معلوم کہاں کہاں ایسا کر کے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکا ہوگا

؎ خوفِ خدا نہ شرمِ نبی　　　یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

تارکین رفع یدین کو کنکریاں مارنے کی روایت سے وجوب پر استدلال کا رد

بعض غیر مقلدین اختلافی رفع یدین کے وجوب پر اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ جو رفع یدین کے بغیر نماز پڑھتا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اسے کنکر مارتے اور رفع یدین کے ساتھ نماز پڑھنے کا امر فرماتے تھے-اگر یہ واجب نہیں تھی تو اسکے تارک کو کنکر مارنے کا کیا معنٰے ؟

چنانچہ جزء رفع بخاری (صفحہ ۱۰ طبع جلالپور صفحہ ۴۲ قدوسیہ لاہور) (فتح الباری ج ۲ صفحہ ۳٦۲) اور التمہید لابن عبد البر (ج ۹ صفحہ ۲۲۴ طبع مکتبہ قدوسیہ لاہور) میں ہے

۔"کان ابن عمر اذا رأی رجلا لا یرفع یدیه حصبه وامره ان یرفع "اھ.
جسکے کئی جواب: ہیں جن میں سے بعض حسبِ ذیل ہیں: اوّلاً: غیر مقلدین کے نزدیک آثار صحابہ حجت نہیں جیسا کہ انکے اس مشہور نعرہ سے ظاہر ہے کہ

"اہل حدیث کے دو ہی اصول۔اطیعو الله واطیعو الرسول "

علاوہ ازیں امام غیر مقلدیہ مولوی صدیق حسن خاں بھوپالی نے لکھا ہے......

"وقول الصحابی لاتقوم به حجة "یعنی قول صحابی حجت نہیں.

ملاحظہ ہو(الروضۃ الندیہ ج ا صفحہ ۸۹)

نیز انکے مذہب کی کتاب عرف الجادی میں ہے "حجت بآثار صحابه قائم نیست "
یعنی آثار صحابہ مسائل واحکام شرعیہ کی دلیل بننے کے صالح نہیں.

ملاحظہ ہو(صفحہ ۳۸،۸۰،۱۱۲طبع بھوپال)

پس جو چیز خود انکے نزدیک دلیل نہیں اسے وہ ہم پر کیونکر ٹھونستے ہیں.
ثانیاً: اگر اب حجّت ماننے والے بن گئے ہو تو دیگر مسائل میں بھی حضرت ابن عمر کے اقوال وافعال کو مان کر ان پر عمل کرو چنانچہ مؤطا مالک (صفحہ ٦٦ طبع کراچی) میں ہے کہ حضرت موصوف ،قراۃ خلف الامام، ترک کردو.
ثالثاً: یہ روایت ہم پر حجت نہیں کیونکہ یہ روایۃً اور درایۃً ہر طرح مخدوش ہے درایۃً اسطرح کہ آپ سے ترک رفع یدین ثابت ہے چنانچہ شرح معانی الآثار للطحاوی (ج اصفحہ ۱۱۰) طبع کراچی) میں ہے.

"عن مجاهد قال صلیت خلف ابن عمر فلم یکن یرفع یدیه
الافی التکبیرة الاولیٰ من الصلوٰة"

حضرت مجاہد سے روایت ہے انہوں نے فرمایا میں نے حضرت ابن عمر کے پیچھے نمازیں پڑھیں تو آپ پوری نماز میں پہلی تکبیر کے سوا کہیں رفع یدین نہ فرماتے تھے.اھ
اسی طرح امام بخاری مسلم کے استاد ابن ابی شیبہ کی مصنّف (ج اصفحہ ۲۳۷) میں بھی ہے ولفظہ :مارایت ابن عمر یرفع یدیه الافی اول ماافتتح .اھ

نیز موطا امام محمد (صفحہ ۹۳،۹۴ طبع کراچی) میں ہے۔

"عن عبد العزیز بن حکیم قال رأیت ابن عمر یرفع یدیہ حذاء اذنیہ فی اوّل تکبیرۃ افتتاح ولم یرفعھما فیما سوٰی ذلک "یعنی عبد العزیز بن حکیم سے روایت ہے کہ انہوں نے اور میں نے حضرت ابن عمر کو نماز کی تکبیر تحریمہ کے آغاز میں اپنے کانوں کے برابر رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا جبکہ آپنے پوری نماز میں کہیں رفع یدین نہ فرمائی۔اھ

پس ممکن ہے کہ ہر تقدیر تسلیم ان کا ایسا کرنا انہیں اسکے منسوخ ہوجانے کی تحقیق ہونے سے پہلے ہو جبکہ بعض مسائل کی اصل صورتحال کا انہیں نہ پہونچنا ایک حقیقت ثابتہ ہے جس سے خود غیر مقلدین کو بھی انکار نہیں۔ چنانچہ نماز چاشت کے بارے میں آپ کو اصل صورتحال نہ پہونچی تھی ملاحظہ ہو (صحیح بخاری ج ۱ صفحہ ۱۵۷، ۲۳۸ صحیح مسلم ج ۱ صفحہ ۴۰۹ مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۱۵۵، ۱۲۹، ۴۵، ۴۳ مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۶)

اسی طرح عمرہ در رجب کے بارے میں۔ ملاحظہ ہو (بخاری ج ۱ صفحہ ۲۳۱، مسلم ج ۱ صفحہ ۴۰۹) یونہی مسح علی الخفین کے متعلق۔ ملاحظہ ہو (بخاری ج ۱ صفحہ ۳۳، مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۱۵، ۳۵) موطا مالک صفحہ ۲۵ نیز التحقیق فی مسئلۃ رفع الیدین صفحہ ۲۶۵ از مولوی طالب غیر مقلّد)

اس سے بھی قطع نظر کریجائے تو کم از کم اتنا تو اس سے ضرور واضح ہوجاتا ہے کہ جو رفع یدین کو اس قدر غیر ضروری سمجھتا ہو کہ اسکے بغیر نماز پڑھ لیتا ہو تو وہ اسکے بغیر نماز پڑھنے والے کسی دوسرے کو کنکر کیوں مارے گا عقل اس کو باور ہی نہیں کرتی۔

علاوہ ازیں انکا یہ کنکریاں مارنا رسول اللہ ﷺ کے حکم سے تھا یا از خود حکم سے تھا تو ثابت کرو۔ از خود تھا تو اسکا شرعی جواز کیا تھا اور جواز ہے تو تم یہ جہاد کیوں نہیں کرتے ؟ زیادتی پر مبنی تھا تو روایت کیونکر معتبر ہوئی ؟ اگر اس روایت میں تارک کی بجائے فاعل کو کنکر مارنے کی بات ہوتی تو غیر مقلدین اسے ظلم کہہ کر رد کر دیتے۔

اصول درایت کے علاوہ اصول روایت کے حوالہ سے بھی یہ روایت سخت مخدوش ہے

کیونکہ اس کی سند میں ولید بن مسلم القرشی نامی ایک راوی ہے جس کے بارے میں امام ابن حجر عسقلانی رقم طراز ہیں .قال المروزی عن احمد کان الولید کثیر الخطاء یعنی مروزی نے امام احمد کے حوالہ سے کہا کہ ولید بیان روایت میں بہت غلطیاں کرتا تھا.

ملاحظہ ہو (تہذیب التہذیب ج ۱۱ صفحہ ۱۳۵ طبع ملتان)

نیز اسی (کے صفحہ ۱۳۶) میں ہے۔''وقال مهنأ سألت احمد عن الولید فقال اختلطت علیه احادیث ماسمع ومالم لیسمع وکانت له منکرات ''یعنی مہنا محدث نے کہا کہ میں نے ولید کے بارے میں امام احمد سے استفادہ کیا تو فرمایا کہ اس پر اسکی مسموعہ اور غیر مسموعہ روایات کا اختلاط ہوگیا تھا اور اسکی بہت سی روایات منکر بھی ہیں .اھ

بعض اقوال سے وجوب رفع یدین پر استدلال کا رد:-

بعض غیر مقلدین نے وجوب رفع یدین کے لئے بعض اقوال سے بھی استدلال کیا ہے چنانچہ التمہید لا بن عبد البر (ج ۹۱ صفحہ ۲۲۵،۲۲۶ طبع لاہور) میں ہے .''وقد روی عن الا وزاعی وذهب الی ذلک الحمیدی فمن لم یرفع یدیه علی حدیث ابن عمر ان الصلوٰة فاسده او ناقصة ورأی بعضهم علیه الاعادة''یعنی حدیث ابن عمر کی بناء پر امام اوزاعی اور محدث حمیدی کا مذہب یہ ہے کہ ترک رفع یدین سے نماز فاسد یا ناقص ہوتی ہے اور بعض کی رائے یہ ہے کہ اس پر ایسی نماز کا اعادہ بھی ہے .اھ

اسکے کئی جواب ہیں جن میں سے بعض حسب ذیل ہیں اوّلاً: یہ کوئی احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ نہیں بلکہ اقوال ہیں جو ہم پر حجت نہیں کہ ہم انکے قائلین کے مقلد نہیں قول اگر ہم پر حجت ہوگا تو ہمارے امام کا لا غیر .غیر مقلدین کی بھی دلیل نہیں کہ اقوال صحابہ تک انکے نزدیک حجت نہیں تو باقی حضرات تو بعد کی چیز ہیں.

ثانیاً: پھر یہ اقوال ہیں بھی بلا دلیل۔ ثالثاً: ان سے بڑے ائمہ نے رفع یدین کو غیر لازم

کہہ کران کی تردید فرمائی ہے چنانچہ اسی التمہید کے اسی جلد (کے صفحہ؟؟) میں ہے امام اھل مدینہ امام مجتہد مالک رحمۃ اللہ نے فرمایا ...... "لیس رفع الیدین باللازم"، یعنی اختلافی رفع یدین لازم نہیں۔اھ

رابعاً: خود صاحب تمہید نے بھی ان اقوال کو غیر صحیح قرار دیا ہے۔ چنانچہ ان اقوال کے نقل کرنے کے بعد (صفحہ ۲۲۶ پر) انہوں نے لکھا ہے......

"ولیس ھٰذا بصحیح عند نا لماذ کرنا لان ایجاب الاعادۃ ایجاب فرض والفرائض لاتثبت الا بحجۃ اوسنۃ لا معارض لھا او اجماع من الامّۃ"

یعنی ہمارے نزدیک یہ دعویٰ (کہ ترک رفع یدین سے نماز فاسد، ناقص یا واجب الاعادہ ہوتی ہے) صحیح نہیں کیونکہ اعادہ کا واجب قرار دینا اسکی فرضیت اور وجوب کا قول کرنے کے مترادف ہے جبکہ فرضیت اور وجوب کے ثبوت کے لئے آیت یا غیر معارض صحیح حدیث یا اجماع امت درکار ہوتے ہیں (جبکہ اسکی ایسی کوئی دلیل نہیں ہے) اھ

نیز اسی (کے صفحہ ۲۲۵) میں ہے۔ "ان رفع الیدین لیس من ارکان الصلوٰۃ ولا من الواجب فیھا"، یعنی رفع یدین نہ تو نماز کے ارکان میں سے کوئی رکن ہے اور نہ اسکے واجبات میں سے کوئی واجب ہے۔اھ

خامساً: یہ اقوال خود ان بے شمار غیر مقلدیہ علماء کی تصریحات کے بھی خلاف ہیں جن میں انہوں نے ڈنکے کی چوٹ پر لکھا ہے کہ اختلافی رفع یدین ایسی غیر ضروری چیز ہے کہ کوئی اگر اسے عمر بھر بھی نہ کرے تو اسکی نماز کو فاسد یا ناقص قرار دینا تو کجا اس پر ملامت کرنا بھی روا نہیں جیسا کہ گزشتہ صفحات میں باحوالہ بالتفصیل گزر چکا ہے (ملاخطہ ہو صفحہ؟؟ تا صفحہ؟؟)

اختلافی رفع یدین کو وضع کردہ فضائل سے جواب:-

تارکین رفع یدین کے اس موقف کی تردید میں کہ اختلافی رفع یدین کے متعلق احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کے پورے ذخیرہ کوئی ایک بھی ایسی قولی حدیث

نبوی نہیں ہے جس میں اسکے کرنے کا امر فرمایا گیا یا اسکی کوئی فضیلت بیان فرمائی گئی ہو بعض غیر مقلدین بعض روایات لائے ہیں موقع کی مناسبت سے انکی حقیقت کا طشت ازبام کردینا بھی مناسبت معلوم ہوتا ہے۔ لیجئے تفصیل حسب ذیل ہے.

روایت 1:۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ایک روایت یہ پیش کی گئی ہے کہ ''عن عقبة بن عامر قال له بكل اشارة عشر حسنات ''یعنی صحابی رسول حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اس کے لئے ہر اشارہ کے عوض دس نیکیاں ہیں. ملاحظہ ہو (التمہید لابن عبدالبر ج ۹ صفحہ ۲۲۵) (نیز فتح الباری ج ۲ صفحہ ۲۵۶ طبع مصر بحوالہ التمہید)

مجمع الزوائد (ج ۱ جزء اول صفحہ ۱۰۳ باب رفع الیدین فی الصلوٰۃ طبع بیروت) میں بحوالہ طبرانی یہ روایت ان لفظوں سے ہے. ''عن عقبة بن عامر الجهني قال انه يكتب في كل اشارة يشيرها الرجل بيده في الصلوٰة بكل اصبع حسنة او درجة ''. اھ یعنی حضرت عقبہ ابن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا مرد نماز میں اپنے ہاتھ سے جو اشارہ کرتا ہے ہر اشارہ میں ہر انگلی کے بدلے ایک نیکی یا ایک درجہ لکھ دیا جاتا ہے. اھ

اسکے کئی جواب ہیں جن میں سے بعض حسب ذیل ہیں اوّلاً: یہ قول صحابی ہے جو کہ غیر مقلدین کے نزدیک اقوال صحابہ حجت نہیں (جیسا کہ ابھی باحوالہ گزر چکا ہے)

ثانیاً: اسمیں رفع یدین کا کوئی ذکر نہیں بلکہ اشارہ کا بیان ہے جبکہ اشارہ اور چیز ہے اور رفع یدین چیز کے دیگر ہے ہوسکتا ہے تشہد والا اشارہ مراد ہو اور معنٰی یہ ہو کہ مسلمان نمازی جب تشہد نماز میں انگلی شہادت سے اشارہ کرتا ہے تو ہر اشارہ کے عوض اسے ایک نیکی ملتی ہے. جبکہ ایک نیکی مسلمان کے لئے دس گنا ثواب رکھتی ہے بناء بریں ایک روایت میں حسنۃ اور دوسری میں ''عشر حسنات'' کی توجیہ بھی اس سے آگئی. یہ مطلب ہرگز نہیں کہ دو ہاتھوں کی دس انگلیاں ہوتی ہیں لہٰذا ایک رفع یدین سے دس نیکیاں مل گئیں کیونکہ روایت ہٰذا کے اختلافی رفع یدین کے بارے میں ہونے کی کوئی

تسلّی بخش دلیل نہیں مان بھی لیجائے تو زیادہ سے زیادہ اسکی محتمل ہوگی پھر بھی یہ
نا قابل احتجاج ٹھہرے گی کہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال .
اسی لئے صاحب کنز العمال اسے ’’جواز الاشارة بالا صبع فيه وقت قراء
ةالتشهد‘‘ کے زیر عنوان لائے ہیں ملاحظہ ہو (ج ۴ صفحہ ۱۰۴)

ثالثاً: رفع یدین کے متعلق اسے مان بھی لیا جائے تو اسمیں اختلافی رفع یدین کا کوئی ذکر نہیں پس یہ دعویٰ خاص اور دلیل عام کے قبیل سے ہوگی جسکے حجت ہونے کے خود غیر مقلدین بھی قائل نہیں.

رابعاً: اگر یہ رفع یدین ہی کے متعلق مان لی جائے تو بھی وہ محض اس رفع یدین کے متعلق ہوگی جس کا حکم باقی ہے جبکہ اختلافی رفع یدین کے حکم کا باقی ہونا کسی مطلوبہ صحیح معیاری شرعی دلیل ثابت نہیں (وسیائی تفصیلہ قریباً)

خامساً: اس سب سے قطع نظر یہ روایت سخت ضعیف بھی ہے کیونکہ اس کی سند پر ائمہ محدثین کا سخت کلام ہے. التمہید لابن عبدالبر (ج ۹ صفحہ ۲۲۵ طبع لاہور) میں اسکی سند یوں ہے: ’’عن ابی لهيعة عن عبد الله بن هبيرة عن مشرح بن ها عان عن عقبة بن عامر رضى الله عنه‘‘

ابن لھیعہ کی متعدد ائمہ محدثین نے سخت تضعیف کی ہے.

ملاحظہ ہو (میزان الاعتدال ج ۲ صفحہ ۴۷۵ تا ۴۸۳ طبع سانگلہ ہل. تہذیب التہذیب ج ۵ صفحہ ۳۲۷ تا ۳۳۲)

بلکہ خود غیر مقلدین نے بھی اسے ضعیف ذاھب الحدیث اور متروک الحدیث لکھا ہے ملاحظہ ہو (سبل السلام ج ۱ صفحہ ۲۰، ۴۳، ۱۳۲، الفوائد المجموعہ صفحہ ۲۱۴، ۲۱۶ تحفۃ الدحوری ج ۲ صفحہ ۱۵، ۲۱، ۴۲، ۵۳، ۲۳۰)

نیز مشرح بن ھاعان کے بارے میں امام ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ ابن حبّان نے کہا ’’يخطئى ويخالف‘‘ بیان روایت میں غلطیاں کرتا اور ثقافت کی مخالفت کا

ارتکاب کرتا ہے. نیز انہوں نے الضعفاء میں کہا "یروی عن عقبة مناکیر لایتابع علیها فالصواب ترک ماانفرد به" یعنی حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے ایسی منکر (سخت ضعیف قسم کی) روایتیں لاتا ہے جنکی متابعت ثابت نہیں لہٰذا صحیح یہ ہے کہ اسکی انفرادی روایت کو ترک کر دیا جائے. موسیٰ بن داؤد نے کہا۔

"بلغنی انه کان فی جیش الحجاج الذین حاصروا ابن الزبیر ورموا الکعبة بالمنجنیق"

یعنی مجھے یہ بات پہونچی ہے کہ وہ حجاج بن یوسف ظالم کے اس حامی لشکر میں شامل تھا جنہوں نے حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کا محاصرہ (کر کے انہیں شہید) کیا تھا اور کعبہ مقدسہ پر حملہ کر کے گوپھن سے اس پر پتھراؤ کیا تھا.

ملاحظہ ہو (تہذیب التہذیب ج ۱۰ صفحہ ۱۴۱ طبع ملتان)

نیز ملاحظہ ہو (میزان الاعتدال للذھبی ج ۴ صفحہ ۱۱۷ طبع سانگلہ ہل)

علاوہ ازیں امام ترمذی اپنی جامع میں مناقبت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کے زیر عنوان ایک روایت لائے ہیں جسکی سند اسطرح ہے "حد ثنا قتیبة نا ابن لهیعة عن مشرح بن هاعان عن عقبة بن عامر" پھر اسکے متعلق لکھا ہے "ولیس اسناد بالقوی" یعنی اسکی سند قوی نہیں ہے. ملاحظہ ہو (جامع ترمذی ج ۲ صفحہ ۲۲۵ طبع دہلی)

تحسین ھیثمی سے جواب:-

اس سے معلوم ہوا کہ مجمع الزوائد (ج ۱ جزء ۱ صفحہ ۱۰۳) میں زیر بحث روایت کی سند کے بارے میں "اسناد حسن" لکھنا انکا تسامح ہے کیونکہ روایت ھٰذا "مشرح عن عقبہ" ہے جو حسب تصریح ائمہ شان غیر متابع، منکر اور لائق ترک ہوتی ہے (فلیتأمّل)

روایت 2 (زینۃ الصلوٰۃ):-

اس سلسلہ کی دوسری روایت یہ پیش کی جاتی ہے. "ان عبدالله بن عمر کان یقول لکل شئي زینة وزینة الصلوٰة التکبیر ورفع الایدی فیها" یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی

اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ ہر چیز کی آرائش ہوتی ہے اور نماز کی آرائش تکبیر اور اسمیں ہاتھوں کا اٹھانا ہے ملاحظہ ہو (التمہید لابن عبدالبر ج۹ صفحہ ۲۲۵ طبع قدوسیہ لاہور)

الجواب: اسکے بھی کئی جواب ہیں جن میں سے کچھ وہی ہیں جو روایت نمبر ا کے تحت ابھی گزرے ہیں مثلاً یہ قول صحابی ہے جو عند غیر مقلدین حجت نہیں نیز اسمیں اختلافی رفع یدین کی کوئی تصریح نہیں اور کوئی ایسا لفظ نہیں جو یہ ظاہر کرے کہ اسمیں مذکور رفع یدین سے رکوع میں جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت اور دوسری رکعت سے تیسری کیجانب کھڑے ہونے کے وقت کی رفع یدین مراد ہے جیسا کہ غیر مقلدین کا دعویٰ ہے پس یہ دعویٰ خاص اور دلیل عام کے قبیل سے ہو کر نا قابل احتجاج قرار پائی۔

علاوہ ازیں اسکی سند پر سخت کلام ہے پس یہ از روئے سند بھی ضعیف ٹھہری.

چنانچہ اسکا مرکزی راوی ''عیاض بن عبد اللہ الفہری'' ہے چنانچہ (التمہید ج۹ صفحہ ۲۲۵) میں اسکی مکمل سند اسطرح ہے.''قال ابو بکر الاثرم حدثنا علی بن احمد بن القاسم الباہلی قال اخبرنا عبداللہ بن وہب قال اخبرنی عیاض بن عبداللہ الفهری''، جسکے متعلق امام ابو حاتم نے فرمایا لیس بالقوی وہ قوی نہیں ہے. ساجی نے کہا ''روی عنه ابن وهب احادیث فیها نظر ''اس سے ابن وہب نے ایسی روایتیں روایت کی ہیں جن پر کلام ہے. امام یحییٰ بن معین نے فرمایا ضعیف الحدیث ہے. ابو صالح نے کہا فی حدیثه شئي اسکی روایت میں کچھ کمزوری ہے امام بخاری نے فرمایا منکر الحدیث ہے. ملاحظہ ہو (تہذیب التہذیب ج۸ صفحہ ۱۸۰ طبع ملتان).

اس طرح کی ایک اور روایت پر تنبیہ:-

اس مضمون کی ایک روایت لقمان بن ابی عیاش تابعی کے حوالہ سے بھی ہے ولفظہا: ''کان یقال لکل شئي زینة وزینة الصلوٰة رفع الیدین عند الافتتاح وحین یریدان یرکع وحین یریدان یرفع''۔ (التمہید ج۹ صفحہ ۲۲۵) لیکن یہ قول تابعی

ہونے کے حوالہ سے حسب اصول غیر مقلد یہ نا قابل احتجاج ہونے کے علاوہ سنداً ضعیف بھی ہے کیونکہ اسمیں ایک راوی ابن لھیعہ بھی ہے جس پر کلام ابھی گزرا ہے پھر ابن لھیعہ سے یہ روایت ابن عملان نے لی ہے. ابن حبّان نے کہا "لا یحب الاحتجاج الائمه یروی عنه الثقات" اسکی صرف وہی روایتیں لائق احتجاج ہیں جو اس سے ثقات نے روایت کی ہوں ملاحظہ ہو (تہذیب التہذیب ج ۱۰ صفحہ ۳۰۵) جبکہ روایت ھٰذا ابن لھیعہ نے لی ہے جو ضعیف ہے پس اسکے ضعیف ہونے میں کوئی شک نہ رہا.

نیز اسمیں "كان يقال "صیغہ تمرّض ہے یہ معلوم نہیں کہ اسکا قائل کون ہے، کوئی صحابی یا دیگر کوئی تابعی جبکہ تابعین تین غیر ثقات بھی ہوتے ہیں فاذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال.

مضمون ہٰذا کی روایت سعید بن جبیر سے جواب :-

جزء رفع الیدین البخاری (صفحہ ۳۲، ۳۳ طبع جلالپور) میں حضرت عبد الما لک بن سعید بن جبیر سے روایت ہے انہوں نے کہا "سألت سعيد بن جبير عن رفع اليدين في الصلوٰة فقال هوشئي تزين به صلوتك "میں نے اپنے والد گرامی حضرت سعید بن جبیر سے نماز میں رفع یدین کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا وہ ایک ایسی چیز ہے جس سے تم اپنی نماز کو آراستہ کرتے ہو. اھ

الجواب: اس میں بھی کچھ تفصیل وہی ہے جو گزشتہ سطور میں ابھی گزری کہ یہ قول تابعی ہے جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک قول صحابی بھی حجت نہیں قول تابعی تو اسکے بعد کی چیز ہے. پھر اس میں بھی کوئی ایسا لفظ نہیں جو اس امر کی دلیل ہو کہ اسمیں اختلافی رفع یدین مراد ہے پس یہ دعویٰ خاص، دلیل عام کے قبیل سے ہو کر نا قابل احتجاج ٹھہری. علاوہ ازیں رسالہ ہٰذا (جزء رفع الیدین) کا امام بخاری سے ثبوت محلّ نظر ہے پس اس سے استناد سے قبل اسکا امام بخاری مؤلّفہ یا مصنّفہ ہونا سلسلہ سند مع توثیق رواۃ باحوالہ ثابت کریں (ثبّت العرش ثم النقش)

قادریہ پبلشرز کی ایمان افروز مطبوعات

تصوّف و طریقت
علامہ سیّد شاہ تراب الحق قادری
دامت برکاتہم العالیہ

خواتین اور دینی مسائل
علامہ سیّد شاہ تراب الحق قادری
دامت برکاتہم العالیہ

تفریح الخاطر فی شرح اسماء عبد القادر
حضرت علامہ مولانا مفتی ابو صالح
محمد فیض احمد اویسی دامت برکاتہم العالیہ

جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
علامہ سیّد شاہ تراب الحق قادری
دامت برکاتہم العالیہ

رفع یدین کی شرعی حیثیت
حضرت علامہ مفتی عبد المجید خاں سعیدی رضوی
دامت برکاتہم العالیہ

تحقیق نسخ رفع یدین
حضرت علامہ مفتی عبد المجید خاں سعیدی رضوی
دامت برکاتہم العالیہ

قادریہ پبلشرز کراچی

صدائے سنّیت

قادریہ پبلشرز

- حب خدا اور عشق رسول ﷺ کو اپنی محبت کا معیار بنائیے۔
- اپنے قلوب میں شمع عشق نبی ﷺ ہمیشہ فروزاں رکھئے۔
- صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اولیائے عظام رحمۃ اللہ علیہما کی تعظیم کیجئے۔
- نماز، روزہ اور دیگر شرعی احکام کی پاسداری کیجئے۔
- اپنے آقا ﷺ پر درود شریف کی کثرت کیجئے۔
- مسلک حق اہلسنّت وجماعت پر قائم رہئے۔
- اللہ و رسول ﷺ کے گستاخوں اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی توہین کرنے والے اور ہر گمراہ فرقہ سے بچتے رہئے۔
- یاد رکھئے اللہ کے رسول شافع محشر نبی مکرم ﷺ کا فرمان ذیشان ہے کہ:

"ایاکم و ایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم"

- ترجمہ: ان سے اپنے آپ کو بچاؤ ایسا نہ ہو کہ وہ تمھیں گمراہ کردیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمھیں فتنہ میں ڈال دیں۔

قادریہ پبلشرز کراچی